# تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ

## قرآن وسنت، تاریخ اور عصرِ حاضر کے تناظر میں

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

# تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری

جملہ حقوق محفوظ ہیں

| | | |
|---|---|---|
| کتاب | : | تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم |
| تعداد | : | 1100 |
| مصنف | : | ڈاکٹر عبدالشکور ساجدؔ انصاری |
| تاریخ اشاعت | : | |
| کمپوزنگ/سرورق | : | محمد حنیف انصاری |
| مطبع | : | |
| ناشر | : | مرکزی میلاد کمیٹی، فیصل آباد |
| قیمت | : | برائے ایصالِ ثواب امتِ مسلمہ |

زیرِ اہتمام

مرکزی میلاد کمیٹی، فیصل آباد

دفتر: مدنی اسٹیٹ کارپوریشن

جھنگ بازار۔ چوک گھنٹہ گھر۔ فیصل آباد

فون نمبر: 0300-7624090,0333-6502375

# انتساب

بیسویں صدی عیسوی کی دو عظیم شخصیات

## امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

## غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن میں سے پہلی ہستی

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فروغ

اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ

کے مشن میں مانندِ آفتاب فروزاں ہے۔

اور

دوسری ہستی

مطلع تحفظِ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں تابندہ ستارے کی مانند نور افشاں ہے۔

میری دعاء ہے کہ نوجوان نسل، ان دونوں شخصیات کی سیرت اور مشن کا مطالعہ کر کے انہی کے نقوشِ پا پر رواں دواں ہو (آمین)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یاسیّدی یارحمۃً لِّلعالمین

# پیش لفظ

دورِ حاضر نہایت ابتلاء وانتشار کا دور ہے۔ باطل قوتیں متحد ہو کر اسلام کے سرسبز وشاداب گلستاں کو اجاڑنے کے درپے ہیں۔ ان کا مطمحِ نظر یہ ہے کہ اسلامیانِ عالم کے دلوں میں فروزاں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع کو بجھا دیا جائے اور نبی آخرالزمان، سرورِ کون ومکاں، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ اُن کی روحوں کی گہرائیوں سے نکال دیا جائے۔ ان کے نام مسلمانوں جیسے ہوں، لباس اور بود وباش بھی خواہ مسلمانوں کی طرح ہو لیکن ان کا اندرون توحید کی گرمائش اور حبِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حِدّت سے خالی ہو۔

یہ فاقہ کش مسلماں موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدن سے نکال دو

یورپی ممالک میں نبی اکرم، شفیعِ معظم، نورمجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کارٹونوں کی اشاعت اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ مغربی باطل قوتوں نے اس ناپاک جسارت کے ذریعے دراصل ہم مسلمانوں کے جذبۂ ایمانی کو جانچنے کی کوشش کی ہے تاکہ وہ اس سے اندازہ لگا کر اپنے مذموم ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کی منصوبہ بندی کرسکیں۔

اپنے اس مختصر کتابچے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے مرتکب اور آپ کو ایذا پہنچانے کے ذمہ دار

افراد کے عبرت ناک انجام کو ضبطِ تحریر میں لایا جا سکے۔ نیز عہدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تا امروز باطل قوتوں کی ناپاک سازشوں سے پردہ اٹھایا جا سکے۔ اس امر پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے کہ مغربی طاقتوں کی دورُخی کو اجاگر کر کے ان کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کے لیے اجتماعی وانفرادی لائحۂ عمل متعین کیا جائے۔

مسلمان نوجوان ہماری اس کتاب کے اہم مخاطَب ہیں۔ ان کے قلوب واذہان میں جذبۂ عشقِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الاؤ جلائے رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے تا کہ وہ حضور نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسکینت کی توقیر وعظمت پہ انگلی اٹھانے والے ہاتھوں کو کاٹ کر پھینک دیں۔ اس سلسلے میں ماضی قریب کے شہید عاشقانِ عظمت وشانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آئیڈیل (Ideal) ہونے چاہئیں۔ اس کتابچے میں ہم نے اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ماضی قریب کے دیگر شہدائے کرام کا مختصر تذکرہ بھی شامل کیا ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے لیے محمد حنیف انصاری صاحب نے کمپوزنگ اور سرورق کی ڈیزائننگ کی ذمہ داری نبھائی، جس کے لیے وہ شکریے کے مستحق ہیں۔ انجمن طلباء اسلام (ATI)، مرکزِ تحقیق فیصل آباد، مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد اور المصطفی تھنکرز فورم (AlMustafa Thinkers' Forum) فیصل آباد کے تمام ساتھی معاونت اور حوصلہ افزائی پر تحسین کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرفِ قبول عطا کرے۔

والسلام

ڈاکٹر عبدالشکور ساجد انصاری
ایم بی بی ایس۔ بی ایس سی۔
فیصل آباد
0300-9656709
*shakoorsajid@yahoo.com*

یکم ربیع النور 1427ھ
31/ مارچ 2006ع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وادی فاراں میں آفتاب رشد و ہدایت علیہ الصلوۃ والتحیت کے طلوع ہونے سے لیکر آج تک منکرینِ اسلام کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ مرکز ایمان' جان ایقان' روح دین' سید العالمین' خاتم النبیین' سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی ذات والا صفات پر تنقید کر کے اور نازیبا الزامات لگا کر غلامان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نازک آبگینہ ہائے قلوب کو ٹھیس پہنچاتے آئے ہیں۔اس شر انگیز اور دل آزار کام میں منکرینِ اسلام کے تمام طبقے یعنی نصاریٰ' یہود و ہنود اور دیگر غیر مسلم با قاعدہ منصوبہ بندی کے تحت برابر کے شریک ہیں۔انہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ مسلمان اگرچہ نماز کے مکمل پابند نہ ہوں' روزہ رکھنے میں بھی غفلت برتتے ہوں' چہرے پر داڑھی اور سر پر عمامہ سجانے سے بھی گریزاں ہوں لیکن ان کے دلوں میں اپنے پیارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی محبت کا الاؤ اتنا روشن ہے کہ جب بھی اس ذات والا صفات پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جائے تو یہ بظاہر بے عمل اور داڑھی منڈے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں کود جائیں گے کیونکہ ان کے نزدیک ایمان کی اساس نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت والفت اور دین کا معیار حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کٹ مرنا ہے۔

نماز اچھی ، حج اچھا ، روزہ اچھا ' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ ''بطحا'' کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خاںؒ)

نام نہاد تہذیب اور ماڈرن کلچر (Modern Culture) کے دعویدار ہونے کے باوجودؒ

یورپی ممالک نے نبی اکرم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ حرکت کی ناکام کوشش کر کے اسلامیان عالم کے جذبہ ایمانی کا امتحان لینا چاہا ہے۔ ڈنمارک کے ایک اخبار جائی لینڈز پوسٹن (Jyllands Posten) نے باقاعدہ طور پر بنوائے گئے ایسے بے ہودہ کارٹون (خاکے) شائع کیے، جن میں پیغمبر اسلام خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی کردار کشی کی ناکام کوشش کی گئی۔ اس ناپاک جسارت کا ذکر کرتے ہوئے بھی روح کانپتی ہے۔ یہ خاکے 30 ستمبر 2005ء کو شائع ہوئے۔ ڈنمارک اور سکنڈے نیوین ممالک کے مسلمانوں نے اس پر شدید احتجاج کیا لیکن اخبار نے معذرت نہ کی بلکہ دیگر یورپی ممالک ناروے، فرانس، آسٹریلیا، ہالینڈ، آئرلینڈ، نیوزی لینڈ، اٹلی، امریکہ اور برطانیہ کے اخبارات نے مزید دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان خاکوں کو دوبارہ شائع کر کے غم وغصہ کی کیفیت سے دوچار مسلمانوں کی دل آزاری میں اضافہ کیا۔

خود ڈنمارک کے قانون کے مطابق مذہبی، نسلی یا قومیتی دل آزاری قابل تعزیر جرم ہے۔ ڈنمارک کے قانون کی دفعہ 266 بی کے مطابق جو شخص عوامی طور پر یا لوگوں کے بہت بڑے حصے تک ایسا بیان یا بات پہنچائے جو لوگوں کی کسی جماعت، نسل، رنگ، قومیت، عصبیت، عقیدہ اور جنسی بنیاد پر دھمکانے یا بے عزتی کرنے کی نیت سے ہو، تو وہ جرمانہ، نظر بندی یا قید (جس کی مدت دو سال تک ہو سکتی ہے) کا حقدار ہے۔

اسی طرح اقوامِ متحدہ (UNO) کے چارٹر کی دفعہ I(ii) کے مطابق اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور انسانی بین الاقوامی تعاون کے حصول کی خاطر انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کی حوصلہ افزائی کرنا سب کے لیے بلا امتیاز نسل، جنس، زبان و مذہب کی آزادی جیسے بنیادی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے، نیز اس مشن کو انسانی حقوق کے یورپی کنونشن کی دفعہ 9 میں بھی تسلیم کیا گیا ہے (Charters of UNO)۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دستور وترمیمی بل برائے حقوق کہتا ہے کہ ’’کانگریس مذہب کو قائم کرنے یا اس کی آزادی میں رخنہ اندازی کرنے یا تقریر اور پریس کی آزادی کو پا

بہ زنجیر کرنے یا لوگوں کے آزادانہ اجتماع کے حق کی پاسداری اور حکومت کو شکایات کے اِزالے سے روکنے کے لیے کوئی قانون وضع نہیں کرے گی‘‘۔ بعض امریکی ریاستوں نے مذہبی یا شخصی تنقیص، تذلیل اور گستاخانہ تضحیک پر قدغن لگانے کے لیے نہایت سخت تعزیزری قوانین بنا رکھے ہیں۔ (ب:272، سیکشن:360)

ان کے علاوہ یورپ کے مندرجہ ذیل ممالک میں بھی گستاخانہ کلمات' بے ادبی اور حوصلہ شکنی کے قوانین موجود ہیں:

آسٹریا آرٹیکل 189-188 کریمنل کوڈ

فن لینڈ سیکشن 1، چیپٹر 17 رپینل کوڈ

جرمنی آرٹیکل 166 کریمینل کوڈ

اسپین آرٹیکل 525 کریمینل کوڈ کے تحت مذاہب کی توہین' تعزیری جرم ہے۔

ان قوانین سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اظہار کی مطلق آزادی کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

ڈنمارک کی حکومت کو چاہیے تھا کہ متعلقہ اخبار کی اس نازیبا اور غیر اخلاقی حرکت کا نوٹس لیتے ہوئے اپنے قانون کے مطابق یہ معاملہ عدالت میں لے جاتی لیکن اس کے برعکس ڈنمارک اور اس کے حواری ممالک نے اسی نازیبا حرکت کو آزادئ اظہارِ رائے کا نام دے کر مسلمانانِ عالم کی مزید دل آزاری کی۔ اگر ڈنمارک کی حکومت اور اخبار کی انتظامیہ اخلاقی قدروں کو اپناتے ہوئے مسلمانان عالم سے ان کی دل آزاری پر معذرت کر لیتی اور آئندہ ایسی گھناؤنی حرکت نہ کرنے کی یقین دہانی کراتی تو شاید یہ بات وہیں تک ہی رہتی۔

یورپ کی دورُخی پالیسی کا عالم یہ ہے کہ ان کے ہاں ایک فلم ساز نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ایک ناروا فلم بنائی تو آزادئ اظہارِ رائے کے متوالے یورپی میڈیا نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ الجزیرہ ٹی وی نے بصرہ کے عقوبت خانے میں مظلوم مسلمان پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کی فلم دکھائی یا امریکی فوجیوں کی لاشوں کا منظر پیش کیا تو پوری امریکی

حکومت چلاّ اٹھی۔ اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری کی آزادیٔ اظہارِ رائے (کے نقطہ نظر/ پیغامات) پر مبنی ویڈیو کیسٹ یا سی ڈی (CD) امریکی اور یورپی میڈیا کے لئے شجر ممنوعہ ہے۔ کسی اخبار یا ٹی وی کو امریکی فوجیوں کی نعشوں اور تابوتوں کے متعلق اظہارِ رائے کی قطعاً آزادی نہیں۔ یہودیوں کی نسل کشی والی فرضی تعداد (جس کا نام نہاد ہالوکاسٹ میں ذکر کیا گیا ہے) کو گھٹا کر بتانا جرم ہے۔ ایرانی صدر احمدی نژاد نے صہیونی سازشوں سے پردہ کشائی کی تو انہیں قابل گردن زدنی قرار دیا جا رہا ہے۔

ڈنمارک اور ناروے کی صورتحال کی تصویر کشی کر کے عالمی میڈیا نے چاہا کہ اس سے عالم اسلام کو مزید بدنام کیا جائے، مگر خدا کی قدرت کہ جونہی یہ معاملہ بی بی سی (BBC)، سی این این (CNN)، اے بی سی (ABC)، واشنگٹن پوسٹ (Washington Post) اور نیو یارک ٹائمز (New York Times) وغیرہ کے ذریعے منظرِ عام پر آیا تو پورا عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا اور یہ خبر دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئی۔ تمام اسلامی ممالک میں یورپ اور امریکہ کی اسلام دشمن پالیسیوں کے خلاف احتجاجی ریلیاں شروع ہوگئیں۔ اس دوران گیارہ اسلامی ممالک کے سفیروں نے ڈنمارک کے وزیر اعظم سے ملنے کی کوشش کی لیکن تعصب، انانیت اور تکبر کے رنگ میں رنگے ہوئے وزیر اعظم نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ بلکہ اسی دوران میں یورپ کے مذہبی انتہا پسندوں اور چرچ نے متحد ہو کر عالم اسلام کی دل آزاری کے لئے مزید اخبارات کو بھی اس نازیبا جسارت پر متحرک کیا، جس کے نتیجے میں، جنوری 2006ع کے اواخر میں اٹلی، فرانس، جرمنی اور اسپین کے اخبارات نے بھی یہ کارٹون شائع کر کے مسلمانوں سے کھلی جنگ کا اعلان کر دیا۔

اس دوران میں تقریباً تمام اسلامی ممالک نے ڈنمارک کے سفیروں کو طلب کر کے تحریری احتجاج کیا۔ سعودی عرب، لیبیا اور شام نے ڈنمارک سے اپنے سفیر واپس بلا لئے۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کے سیکرٹری جنرل اکمل الدین احسن اوغلو نے ڈنمارک کے وزیر اعظم کے نام خط میں شدید احتجاج کیا۔ حرمین شریفین کے آئمہ کرام نے 27/ جنوری 2006ع کو

جمعتہ المبارک کے خطبوں میں مسلمانانِ عالم سے درخواست کی کہ وہ ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیں۔ ردِعمل میں سب سے پہلے سعودی عرب نے عملی طور پر بائیکاٹ شروع کیا۔ یاد رہے کہ ڈنمارک دو چیزیں (حلال گوشت اور ڈیری مصنوعات) بڑی مقدار میں عرب ممالک کو سپلائی کرتا ہے۔ یورپ کا یہ واحد ملک ہے جو اربوں ڈالر کا خشک دودھ اور ملک پیک، دہی، پنیر، مکھن، لسی اور بالائی وغیرہ برآمد کرتا ہے۔ ڈنمارک کی صرف ایک کمپنی آرلے (ARLY) متحدہ عرب امارات (UAE) کو تین بلین ڈینش کراؤن کی ڈیری مصنوعات فروخت کرتی ہے۔ جبکہ سعودی عرب کو سالانہ تین سو پچاس (350) ملین ڈالر کا مکھن اور دودھ فروخت کیا جاتا ہے۔ لیکن آفرین ہے سعودی عرب کے عوام پر کہ آئمہ حرمین شریفین کے اعلانات کے بعد اسٹورز کے مالکان اور سعودی عوام نے ڈنمارک کی ساری مصنوعات اٹھا کر گلیوں میں پھینک دیں۔

ڈنمارک کی حکومت کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق صرف ایک ہفتے کے دوران ڈنمارک کی کمپنیوں کو اڑھائی ملین ڈالر کا نقصان ہوا، جو ایک بہت بڑی رقم ہے۔ یہاں ایک امر قابلِ توجہ ہے کہ یورپ کا موجودہ معاشرہ مادہ پرست ہے اور اس کی بنیاد سرمایہ دارانہ نظام پر ہے یا کہہ لیں کہ یورپ کی جدید تہذیب کی جان سرمائے کے طوطے میں ہے۔ جونہی ہم اس طوطے کی گردن پہ ہاتھ ڈالیں گے تو یورپ کو اپنی موت نظر آنے لگے گی اور وہ یقیناً پسپائی اختیار کرے گا۔ عالمِ اسلام میں اس وقت اتحاد و یکجہتی کی جو حوصلہ افزا صورت دکھائی دیتی ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ عالمِ کفر کو اخلاقی اور سیاسی طور پر پسپائی پر مجبور کر دے گا۔ عرب ممالک نے پہلی بار کھل کر یورپ کے رویے کے خلاف باضابطہ احتجاج ریکارڈ کروایا ہے اور اس کا سماجی واقتصادی بائیکاٹ کر کے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔

دُکھ کی بات یہ ہے کہ مغربی میڈیا اور باطل قوتیں اس عظیم المرتبت ہستی کے بارے میں لب کشائی کرتے ہیں جو انسانیت کی نجات دہندہ، احترامِ آدمیت کی علمبردار، مظلوموں، یتیموں، بیواؤں، غریبوں اور غلاموں کے حقوق کی پاسبان اور تمام کائنات کے لئے رحمت مجسم

ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور عظیم کردار کے مالک ہیں۔ آپ کی رحمت وشفقت کی جھلک دیکھنے کے لئے صرف چند مثالیں ملاحظہ کی جائیں:۔

☆ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور آپ کے صحابہ کرام پر انتہا کے ظلم وستم کے باوجود مکہ مکرمہ پر قحط سالی کے دوران میں آپ نے بھاری مقدار میں سامانِ خورد ونوش اور نقد رقوم انہی کفار کے لیے بھجوائیں۔

☆ غزوۂ بدر کے نتیجہ میں جنگی قیدی بنائے جانے والے کفار کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔ جکڑے جانے کی تکلیف سے رات کو ان کی چیخیں نکلنے لگیں تو محسنِ انسانیت، حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو ان چیخوں کی آواز نے بے چین کر دیا۔ آپ نے رات کو ہی اُن کی مُشکیں کھلوا دیں حالانکہ یہ وہی جنگجو تھے جو مسلمانوں کو تہِ تیغ کرنے کی نیت سے حملہ آور ہوئے تھے۔

☆ غزوۂ بدر میں فتح حاصل کرنے کے بعد کاشانۂ نبوت مدینہ منورہ میں جنگی قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ سامنے آیا تو محسنِ انسانیت حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحمت للعالمینی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو معمولی سے ہدیے پر چھوڑنے کا حکم دیا۔ جو ہدیہ دینے کی استطاعت نہ رکھتے تھے ان کو اہل مدینہ کو تعلیم وتدریس کے صلے میں رہائی کا پروانہ ملا۔

☆ بنو ہوازن کے چھ ہزار قیدی نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسکینت کے ایک اشارے پر رہا کر دیئے گئے۔ آپ چاہتے تو ان کو مستقل طور پر غلام بنا لیتے یا ان کے سر قلم کرنے کا حکم دے دیتے۔

☆ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم وستم کرنے والے تمام کفار فتح مکہ کے موقعہ پر سر جھکائے اپنی گردنیں اڑائے جانے کے حکم کے منتظر تھے لیکن رحمۃ للعالمین علیہ اطیب الصلوۃ والتسلیم نے اپنی شان کریمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو عام معافی دے دی اور انسانیت سے بے پناہ محبت کا ثبوت دیتے ہوئے عام معافی کا

اعلان کردیا۔

ایسی رحیم وکریم اور شفیق و ہمدرد ذات والاصفات کے بارے میں رائے زنی کرنا اور آپ کی شان میں گستاخی کی جسارت کرنا دراصل آسمان پر تھوکنے کے مترادف ہے اور جو شخص بھی ایسی نازیبا حرکت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ یقیناً بڑی سے بڑی سزا کا حقدار ہے۔ ایسے شخص کو پناہ (Shelter) دینا یا معاف کرنا بھی بذاتِ خود پوری انسانیت کے ساتھ ظلمِ عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ صرف بنی نوع انسان بلکہ تمام عالمین کے نجات دہندہ، تمام کائنات کے مصلح اور امن وسلامتی کے پیامبر بنا کر ارسال کیا ہے۔ آپ نے وحی خدا کی روشنی میں بنی نوع انسان اور جنّات کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ بنی نوع انسان کو قرآن مجید جیسی تا قیامت مستقل معجزہ کی حیثیت رکھنے والی لاریب کتاب دی، جو **الحمد** سے **والناس** تک **ھُدیً للناس** اور **شفاء للناس** ہے۔ اس کتاب کا ہدایت اور شفا ہونا صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہدایت اور شفا کا دائرۂ اثر سب انسانوں کو محیط ہے۔ ہر چھوٹی اور بڑی چیز کو محیط یہ کتابِ مبین رہتی دنیا تک پیام رشد وہدایت ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسان کے قلوب کے تزکیہ اور روحوں کی طہارت کا اہتمام کیا۔ بلا امتیازِ رنگ ونسل، اس دنیا میں سبھی انسانوں کو عزت اور وقار کے ساتھ رہنے کا شعور بخشا اور آخرت میں فلاح ونجات کی ابدی نعمت سے فیض یاب ہونے کا عرفان عطا کیا۔ آپ نے ایک جانب بنی نوع انسان کو اپنی ذات کا عرفان اور ادراک دیا تو دوسری جانب خالق کائنات پروردگار عالم رب ذوالجلال سے شناسائی اور اس کی بارگاہ تک رسائی عطا کی۔ اولادِ آدم کے ساتھ اتنا پیار کرنے والی ذاتِ پُر انوار سے محبت اور عشق، اولادِ آدم کا فریضہ اور آخرت کی کامیابی کا مدار ہے۔ خود صاحب قاب قوسین سید الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبت والفت کا درس دیا ہے:-

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک

مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری)۔

☆ایک بار سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بڑھ کر پیارا نہ ہو جاؤں۔ یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے، آپ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اب تمہارا ایمان مکمل ہوا ہے (بخاری)۔

ایسی رؤف ورحیم اور شفیق وکریم ہستی کے کچھ حقوق ہم امتیوں پر واجب ہیں، جن کی بجا آوری ہمارا سب سے اول اور اہم ترین کام ہے۔ ان حقوق کو اس طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے:-

☆ پہلا حق ۔۔۔۔۔رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ عشق

☆ دوسرا حق ۔۔۔۔۔اطاعت واتباع رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

☆ تیسرا حق ۔۔۔۔۔دل کی گہرائیوں سے تعظیم وتوقیرِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ چوتھا حق ۔۔۔۔۔نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عزّت وآبرو کی حفاظت۔

☆ پانچواں حق ۔۔۔۔نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود وسلام بھیجنا

☆ چھٹا حق ۔۔۔۔۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر "مدینہ منورہ" سے قلبی محبت

☆ ساتواں حق ۔۔۔۔حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت کرنا۔

نبی کریم علیہ اطیب الصلوۃ والتسلیم کی عزت وناموس اور وقار کی حفاظت ہم پر نبی رحمت علیہ التحیہ والسکینت کا ایک اہم حق ہے، جسے ہر حال میں بجا لانا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ قرآن مجید نے جا بجا بارگاہ نبوت کے آداب سکھائے ہیں اور پھر ان کی حفاظت کا طریقہ بھی

بیان کیا ہے:-

☆ بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے (الاحزاب:57)۔

☆ اے ایمان والو! دَاعِنَا نہ کہو بلکہ یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر کرم فرمائیں اور پہلے ہی غور سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (البقرہ:104)۔

☆ نبی کریم علیہ اطیب الصلوٰۃ وازکی التسلیم کے گستاخوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں معافی کی گنجائش قطعاً نہیں ہے۔ ان کے لئے ایک جیسا ہے کہ تم ان کے لئے معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (المنافقون:5-6)۔

☆ ایک بدبخت کافر ولید بن مغیرہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے نو (9) عیب گنوا دیئے۔ ارشاد فرمایا: ''اور اس کی بات نہ سننا جو بہت قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا' ادھر ادھر کی لگانے والا، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، جھگڑالو اور حرام کا تخم ہے'' (القلم:10-13)۔

ان میں سے آٹھ عیب تو اس کو معلوم تھے لیکن حرام کا نطفہ ہونے کا اسے پتہ نہ تھا۔ وہ ننگی تلوار لئے اپنی ماں کے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ ماں مجھے حقیقت بتا۔ ماں نے کہا کہ تو واقعی حرام کا تخم ہے تیرا باپ نامرد تھا۔ تو ایک چرواہے کی اولاد ہے۔ پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ذلیل اور مردُود ہے۔

اس ضمن میں کچھ احادیث پیش خدمت ہیں:-

☆ مدینہ منورہ کا ایک یہودی کعب بن اشرف بہت گستاخ اور بدتمیز تھا۔ وہ جنگ بدر کے بعد کفار مکہ کو جنگ پر ابھارنے کے لئے مکہ معظّمہ جا کر تبلیغ کیا کرتا تھا اور ازواجِ

مطہرات کے بارے میں گندے اشعار کہا کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ کون ہے جو اس خبیث کا کام تمام کرے۔ ایک صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی کہ میں اس کا سر قلم کر دوں گا لیکن اس مقصد کیلئے مجھے کچھ غیر حقیقی باتیں کرنا ہوں گی۔ نبی اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت دے دی۔ محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کیلئے ایک منصوبہ بنایا کیونکہ وہ ایک بڑا با اثر اور مالدار آدمی تھا اور ایک قلعہ نما گھر میں رہتا تھا۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، کعب بن اشرف کے قلعے میں گئے اور اس سے کہنے لگے: یہ آدمی یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور ہمیں بڑی تکلیف پہنچاتا ہے۔ کعب نے کہا: تم اس سے اُکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: اب جبکہ ہم اس کی پیروی کرنے لگ گئے ہیں یہ جچتا نہیں کہ اس سے پیچھے ہٹ جائیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تو ہمیں ایک دو وسق اناج اُدھار دے دے۔ کعب نے کہا: میرے پاس کچھ رہن رکھو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: کون سی چیز تجھے پسند ہے؟۔ کعب نے کہا: اپنی عورتوں کو میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ تو عرب کا سب سے خوبصورت جوان ہے (تمہارے پاس وقت گزارنے والی عورت کسی اور کی بیوی بن کر رہنا قبول نہیں کرے گی)۔ کعب نے کہا: پھر ایسے کرو کہ تم اپنے بیٹے میرے پاس چھوڑ جاؤ۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ ان کو عمر بھر یہ طعنہ ملتا رہے گا کہ وہ ایک یا دو وسق غلہ کی خاطر رہن رکھے گئے تھے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس رہن رکھ دیں۔ اس طرح دونوں میں یہ طے ہوگیا کہ وہ ہتھیار لے کر آئیں گے۔

پھر محمد مسلمہ، عبس بن جبر اور عباد بن بشیر (رضی اللہ عنہم) کو لے کر کعب کے گھر آئے۔ کعب ان کی جانب آیا تو اس کی بیوی نے کہا: میں ایسی آواز سن رہی ہوں، جس میں خون کی بو شامل ہے۔ کعب نے کہا: یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور اس کا دودھ شریک

ابونائلہ ہے۔وہ باہرآ گیا۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ رکھا تھا کہ جب میں اس کے بال پکڑلوں اوراسے قابو کرلوں تو تم اس پر ٹوٹ پڑنا اوراسے ختم کردینا۔

جب کعب نیچے اترا تو اس نے چادراوڑھی ہوئی تھی۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں تجھ سے بڑی پیاری خوشبو آرہی ہے۔اس نے کہا: میرے پاس عرب کی سب سے اچھی خوشبو والی عورت ہے۔محمد بن مسلمہؓ نے کہا: اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے سر کے بال سونگھ لوں؟۔وہ بولا: ہاں ہاں۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر اپنا ہاتھ ڈالا ،اور پھر کہا کہ بھائی!ایک بار مزید سونگھنے دو،کعب نے کہا: ہاں ہاں۔اب انہوں نے کعب کے بالوں کو اچھی طرح پکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ اسے پکڑو اور قتل کر دو،چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا(صحیح بخاری،کتاب المغازی،صحیح مسلم،کتاب الجہاد)۔

☆ ایک اور یہودی ابورافع نبی کریم سیّدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی شان میں بہت گستاخیاں کیا کرتا تھا اور آپ کو اذیت پہنچانے کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتا تھا۔نبی کریم علیہ اطیب الصلوۃ والتسلیم نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں کچھ صحابہ کو بھیجا۔اس کی رہائش ایک قلعہ کے اندر تھی۔جب انصاری صحابہ اسے قتل کرنے کے لئے نیچے پہنچے تو مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔لوگ اپنے جانور لے کر قلعہ میں واپس آرہے تھے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں کسی طرح قلعہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔آپ قلعہ کے دروازے کے قریب ایسے چادر لے کر بیٹھ گئے گویا رفع حاجت کر رہے ہوں۔قلعہ کے دربان نے ان کو آواز دی کہ اگر اندر آنا ہے تو جلدی سے آجاؤ ورنہ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جلدی سے اُٹھے اور قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔وہ فرماتے ہیں: میں جونہی اندر داخل

ہوا تو دربان نے دروازے کو تالا لگایا اور چابی دیوار کے ساتھ لٹکا دی۔ اندھیرا کچھ اور گہرا ہوا تو میں نے جلدی سے چابی پکڑی اور دروازہ کھول دیا' اور اپنے ساتھیوں کو اندر بلا لیا۔ پھر ہم جلدی سے ابورافع کے گھر تک پہنچے۔ ایک داستان گو اُسے کہانی سنا رہا تھا۔ جب وہ چلا گیا تو میں اوپر والی منزل پر پہنچا۔ پھر دروازے کھولتا اور اندر سے بند کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا تاکہ باہر سے کوئی آئے بھی تو اسے کچھ نہ کچھ دیر لگے۔ وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سویا ہوا تھا۔ اس کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ کس بستر پر ہے۔ میں نے پوچھا کہ ابورافع یہاں ہے؟ اس نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے آواز سنی اور وہاں تلوار کے ساتھ وار کر دیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ بچ نہ گیا ہو جب اس کے چیخنے کی آواز آئی تو میں دروازے سے باہر نکل کر قریب ہی کھڑا ہو گیا۔

میں پھر واپس آیا اور کہا: ابورافع یہ آواز کیسی ہے؟ اس نے کہا: تیری ماں مرے، ایک آدمی نے مجھے تلوار ماری ہے۔ میں نے اس کی آواز سن کر تلوار کا پھر وار کیا اور اسے لہولہان کر دیا۔ مگر وہ ابھی بھی زندہ تھا۔ میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور کمر تک دبا ڈالی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ مر گیا ہے تو میں دروازے کھولتا ہوا باہر آ گیا لیکن ایک سیڑھی پر غلطی سے پاؤں پیچھے جا پڑا میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنے رومال سے پنڈلی کو باندھ لیا اور دروازے کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ صبح جب فجر کے وقت اعلان ہوا کہ کسی نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے تو میں مطمئن ہو کر قلعہ سے باہر آ گیا۔ ہم وہاں سے نکل کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری پنڈلی پر اپنا دستِ کرم پھیرا' وہ ایسی ہو گئی جیسے اسے کبھی درد ہوا ہی نہ تھا (صحیح بخاری)۔

☆ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول کریم علیہ اطیب الصلوۃ وازکی التسلیم کو گالیاں بکتی رہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا دبا کر اسے

مار ڈالا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون ہدر (رائیگاں) قرار دیا(شعمی)۔

☆ ایک نابینا صحابی کی زرخرید لونڈی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اکثر بے ادبی کرتی رہتی تھی۔ صحابی اسے روکتے لیکن وہ باز نہ آتی۔ ایک رات اس نے ایسا ہی کیا تو وہ صحابی بھالا لے کر اٹھے اور لونڈی کے پیٹ میں چبھو کر اتنا دبایا کہ وہ ہلاک ہو گئی۔ صبح نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بارگاہِ اقدس میں یہ بات پیش ہوئی۔ اس نابینا صحابی نے سب حقیقت بیان کی تو آپ نے فرمایا: گواہ رہو کہ اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے(سنن ابوداؤ، سنن النسائی)۔

☆ بنی خطمہ قبیلے کی ایک عورت نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو بہت اذیت دیتی تھی۔ وہ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کون ہے، جو اس منہ پھٹ اور گستاخ کا منہ بند کرے۔ اسی قبیلے کے ایک فرد عمیر بن عدی الخطمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اسے جہنم رسید کر دیا۔ آپ نے اس شخص کو یہ خوشخبری سنائی کہ اس قبیلے میں آئندہ دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہ لڑائیں گی اور سب لوگ اتحاد اور اتفاق سے رہیں گے(مدارج النبوت جلد2)۔

☆ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ اطیب الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا جو بندہ انبیاء کو گالی دے اسے قتل کیا جائے، جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں (الشفا، جلد2)۔

☆ بنو عمرو بن عوف قبیلہ کا اک بدبخت ابوعفک بہت شیطان صفت اور گستاخ تھا۔ وہ مدینہ منورہ میں آ کر نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح سے جل بھن کر اس نے ایک ہجو لکھی، جس میں حضور شفیع

اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی تھی۔ایک صحابی سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے منت مانی کہ میں اس گستاخ کو قتل کروں گا یا پھر خود اپنی جان قربان کر دوں گا۔ایک رات وہ اس بد بخت کے قبیلے میں گئے اسے سوتے ہوئے پایا تو تلوار اس کے جگر کے پار کر دی اور اسے جہنم رسید کر دیا (مدارج النبوت)۔

☆غزوۂ بدر کے بعد صرف دو جنگی قیدیوں النضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ ان دونوں نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو بہت زیادہ تکلیف اور دُکھ پہنچائے تھے۔عقبہ نے ایک بار اپنی چادر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلے میں ڈال کر زور سے کھینچی اور آپ کو جان سے مارنے کی کوشش کی تھی۔اسی طرح ایک بار آپ سجدے کی حالت میں تھے کہ اس ملعون نے اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پشت پر رکھ دی۔عقبہ کے قتل پر نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے فرمایا: رب کی قسم! میں نے اللہ، اس کی کتاب اور اس کے رسول کا انکار کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا جو نبی کو اتنا دکھ درد پہنچائے۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے تجھے قتل کر کے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔(الصارم المسلول،ابن تیمیہ)۔

☆فتح مکہ کے وقت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے چار کافروں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ جن میں ایک حویرث بن نقید تھا جو آپ کو بہت دکھ دیا کرتا تھا۔فتح مکہ والے دن وہ اپنے گھر میں چھپ گیا۔سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کا پیچھا کیا اور اسے اس کے اپنے گھر سے دوسرے گھر میں داخل ہوتے ہوئے قتل کر دیا (تاریخ طبری، جلد اول)۔

☆سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ والے دن مکہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔ آپ نے اپنا خود سر مبارک سے اتارا۔آپ کی خدمت میں اک شخص آیا اور اس نے بتایا کہ ابن خطل کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔

☆ یہ ابن خطل پہلے مسلمان تھا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا تھا۔ اس کی ایک کنیز اور اسکی سہیلی بھی نبی رحمت علیہ الصلوۃ والسکینت کی شان میں گستاخانہ گیت گاتیں اور آپ کو ایذا پہنچاتیں۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے حکم سے ان دونوں عورتوں کو بھی جہنم میں پہنچا دیا گیا۔

☆ یمن میں ایک بد بخت اور ملعون شخص اَسوَدُ عَنسِیُ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچائی۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی ظاہری حیات کے آخری ایام تھے۔ آپ کے دو مسعود و بابرکت صحابہ قیس بن مکشوح المراری اور فیروز دیلمی رضی اللہ عنہما نے یمن میں اس کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا۔ جس رات وہ جہنم رسید ہوا' اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دے دی۔ آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: آج عنسی کو قتل کر دیا گیا ہے اور ایک بابرکت بندے نے اسے قتل کیا ہے جو خود بھی ایک بابرکت خاندان سے ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: فیروز دیلمی (رضی اللہ عنہ)۔

☆ عبداللہ بن سعد بن ابی سرہ ان اشخاص میں سے تھا جن کے قتل کا حکم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا تھا۔ وہ شخص پہلے کاتب وحی تھا لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور لوگوں میں یہ بکواس کرنے لگا کہ معاذ اللہ محمد کو تو وحی میں لکھ کر دیتا ہوں اور جو چاہوں اس میں لکھ دیتا ہوں۔ فتح مکہ کے دن وہ سیّدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا کر لے آیا اور بیعت کا طلبگار ہوا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ سیدنا عثمان اس طرف آ کر عرض کرنے لگے تو آپ نے اسے بیعت کر لیا۔ پھر آپ ناراضگی سے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اسے قتل کر دیتا۔ صحابہ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ اشارہ کر دیتے۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کی آنکھ خیانت نہیں کرتی۔

☆ سیدنا عبداللہ بن الحارث روایت کرتے ہیں کہ جدعی نام کا ایک شخص یمن آیا۔ وہ وہاں

ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا۔اس نے لوگوں سے جھوٹ بولا کہ رسول اللہ کا حکم ہے کہ اس عورت کو میرے حوالے کر دو۔یمن کے لوگوں نے کہا کہ ہمیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے زنا سے منع کیا ہے۔انہوں نے حقیقت حال معلوم کرنے کیلئے ایک شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔آپ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یمن کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ یہ شخص جہاں بھی ملے قتل کر دو اور اگر مردہ ملے تو آگ میں جلا دینا۔سیدنا علی جب یمن پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ مردود سانپ کے ڈسنے سے مر گیا ہے۔سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کی لاش کو آگ میں جلا دیا (خصائص کبریٰ، جلد 2)۔

☆ سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک پیش امام نماز میں ہمیشہ سورہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی تلاوت کرتا۔مقتدیوں کی شکایت پر اسے طلب کیا گیا۔آپ نے اس سے پوچھا: تم ہمیشہ یہی سورت کیوں پڑھا کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا: مجھے لطف آتا ہے۔کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے رسول (مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جھڑکا ہے۔یہ جواب سن کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔

☆ بشر نامی ایک منافق کا جھگڑا ایک یہودی سے ہو گیا۔یہودی نے کہا کہ ہم اپنا فیصلہ نبی (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں کرواتے ہیں۔اس منافق نے پہلے تو انکار کیا لیکن پھر مجبوراً بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گیا۔فیصلہ یہودی کے حق میں ہوا۔وہ منافق باہر آکر کہنے لگا کہ میں تو فیصلہ نہیں مانتا۔فیصلہ عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) سے کرواتے ہیں۔وہ یہودی کو مجبور کر کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں لے آیا۔سیّدنا عمر نے تمام سرگزشت سنی۔اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اس منافق کا سر قلم کر دیا۔نیز فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ سے راضی نہ ہو تو پھر عمر کا فیصلہ تو یہی ہے۔

☆ سیدنا نافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عشاء کی نماز کے وقت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تھے۔ایک شخص کے ہنسنے کی آواز آئی۔آپ نے بلا کر پوچھا کہ تم

کون ہو؟اس نے کہا کہ بنوثقیف سے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کیا تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہو؟ تو وہ بولا: نہیں، میں طائف کا باشندہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے اسے ناراضگی کے انداز میں سمجھایا کہ اگر تم یہاں کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا، کیونکہ (نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم بارگاہ کا ادب کرتے ہوئے) اس مسجد میں آواز بلند نہیں کی جاتی۔

☆سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: سوائے اس بدبخت کے جو نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بارگاہ میں گستاخی کا مرتکب ہو، کسی اور کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا۔

☆ موسیٰ بن مہدی الملقب بہ"ھادی عباسی" کے عہد میں ایک شخص نے قبیلہ قریش کو برا بھلا کہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ وہ ہادی کی عدالت میں پیش ہوا۔اس نے وقت کے فقہاء اور علماء سے اس شخص کے بارے میں فتویٰ مانگا تو سب نے قتل کا فتویٰ دیا۔اس پر خلیفہ نے کہا کہ اس کی سزا کیلئے قریش کی توہین ہی کافی تھی۔مگر اس نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی بھی کی، چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا۔

مومن کا دل نبی رحمت شفیع امت علیہ الصلوۃ والسکینت کی محبت و الفت اور ادب واحترام کا گنجینہ ہے۔ یہ چراغ نہ جلے تو ایمان کی ضوء کا تصور محال ہے۔اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ سے میل جول رکھنا یا اس کے بارے میں نرم گوشہ یا ہمدردی کے جذبات دل میں رکھنا ایمان کی کمزوری اور عقیدے کی ناپختگی ہے اور اس کو قتل کر کے کیفر کردار تک نہ پہنچانا ایک ناقابل معافی فعل ہے۔ پوری امت مسلمہ کے نزدیک ایسے شخص کی سزا صرف اور صرف موت ہے، خواہ وہ مسلمان ہو، کافر ہو یا مشرک۔اور یہ سزا قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔ اگر یہ جرم ثابت ہو جائے تو پھر اس پر قتل کی حد (سزا) کا حکم لگانے کے علاوہ اور کوئی سزا نہیں دی جاسکتی۔ نبی کریم رحمتہ للعالمین علیہ اطیب الصلوۃ وازکی التسلیم کی ظاہری

حیات طیبہ میں اگر کسی ملعون نے گستاخی کی اور آپ نے اسے معاف کر دیا ہو تو یہ آپ کے خلق عظیم کی شان اور رحمۃ للعالمینی کے وصف کا اظہار ہے۔ امت میں سے کسی شخص کو، خواہ وہ غوث، قطب، مفتی، محدث یا حاکمِ وقت کیوں نہ ہو، یہ اختیار نہیں کہ وہ اس سزا میں تخفیف کر سکے۔ یہ تو صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے۔ آپ معاف کر دیں تو آپ کی مرضی۔ اگر امت ایسا کرے تو یہ عدل وانصاف یا حسن اخلاق نہیں بلکہ بزدلی، بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔

یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ایک جانب تو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کو ایذا پہنچاتا ہے تو دوسری جانب وہ کروڑوں اربوں مسلمانوں کے دلوں کے آبگینوں کو چُور چُور کرتا ہے۔ ایسے شخص کو موت کے گھاٹ اتارنا مبنی برابر انصاف ہے، بلکہ ممکن ہو تو اسے بار بار موت کی کند چھری سے ذبح کیا جانا چاہیے۔ اگر ایک انسان کے قتل میں قصاص کے طور پر قاتل کو موت کی سزا دینا جائز ہے۔ اگر ایک انسان کو حاکم وقت کے اقتدار کے خلاف سازش کرنے کی پاداش میں تختہ دار پر چڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر ایک انسان کو مملکت سے غداری کے جرم میں پھانسی دی جا سکتی ہے، اگر ایک انسان کو دشمن ریاست کی اعانت یا اپنے وطن کے رازوں کی چوری پر سزائے موت کا حقدار سمجھا جا سکتا ہے تو پھر ایک ارب سے زائد مسلمانوں کی دل آزاری کے مرتکب افراد کو بدرجہ اولیٰ زندگی کی نعمت سے محروم کرنا عین عدل اور انصاف ہے۔

فقہائے اسلام، محدثین اور مفسرین نے ہمیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو موت کی سزا دینے کا فیصلہ صادر کیا ہے اور پوری مسلم امہ کے فقہاء کے نزدیک یہ متفقہ امر ہے کہ ایسے گستاخوں کا سر قلم کر دیا جائے۔

☆ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک شخص نے مدینہ منورہ کی سرزمین کو ''ردی'' کہا تو آپ نے فتویٰ دیا کہ اس کو تیس درّے لگائے جائیں اور اسے قید کر دیا جائے اگرچہ وہ دنیاوی طور سے ایک معزز آدمی تھا۔ پھر آپ نے کہا کہ یہ شخص تو موت کا حق دار ہے کہ نبی کریم علیہ اطیب الصلوٰۃ والتسلیم کی سرزمین کو ایسا کہتا ہے۔

☆ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ بات پیش ہوئی کہ کسی محفل میں یہ بات بیان ہوئی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کدّو بہت پسند تھا۔ایک بد بخت شخص بولا کہ مجھے تو پسند نہیں۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے شدتِ جذبات سے کہا کہ کیا وہاں کوئی ایسا مسلمان نہ تھا جو اسے قتل کر دیتا!۔

☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی حقارتاً کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر میلی تھی یا آپ کیلئے ایسے الفاظ استعمال کرے جن سے تحقیر کا شائبہ ہوتا ہو تو وہ ایمان سے محروم ہو گیا۔

☆ شافعی فقہ کے مطابق ابو بکر فارسیؒ نے کتاب الاجماع میں روایت کی ہے کہ تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے متعلق جو شخص طنز و تنقیص یا کسی طرح کی اہانت کا مرتکب ہو تو نہ صرف یہ کہ وہ کافر ہے بلکہ اسے قتل کرنے کی سزا کسی طور بھی ختم نہیں ہو سکتی (الصارم المسلول)۔

☆ فقۂ حنفی کے مطابق ''ہر وہ مسلمان جو مرتد ہو جائے تو پھر ارتداد کے بعد اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے سوائے اس مرتد کے جو نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے باعث مرتد اور کافر ہوا ہو۔اور مطلقاً اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی (تنویر الابصار فی رد المختار)۔

☆ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا انبیاء کرام میں سے کسی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو وہ قتل کیا جائے گا' وہ عام مرتدین کے احکام سے مستثنیٰ ہے' اس کی توبہ قبول نہیں (فتاویٰ شامی، در مختار)۔

☆ اہلِ تشیع کے مطابق ایک حدیث پاک میں ہے کہ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: تمام لوگ میرے بارے میں ایک جیسے ہیں اگر تم میں سے کوئی کسی کو میرے متعلق گالی دیتا یا ہرزہ سرائی کرتا ہوا پائے تو سننے والے پر اس کا قتل واجب ہے اور قاتل کو یہ مسئلہ حاکمِ وقت کی عدالت میں پیش

کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں۔اس کے باوجود اگر سلطان یا قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہوتو اس پر بھی اس کا قتل کرنا واجب ہوگا (الوسائل، جلد 8)۔

☆ اہل حدیث مکتبہ فکر کے امام ابن تیمیہ کا بیان ہے ''اللہ اور رسول کی حرمت کی جہت ایک ہے۔جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دی اس نے گویا اللہ کو تکلیف دی اور جس نے حضور کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی کیونکہ امت رسول کے واسطے کے بغیر اس شے تک نہیں پہنچ سکتی جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا امت کیلئے کوئی سبیل اور واسطہ نہیں ہے۔رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے متعلق ہرزہ سرائی کرنے والا مرتد سے زیادہ مجرم ہے۔اس جرم میں کعب بن اشرف، ابن خطل، ابی رافع اور ابوجہل وغیرہم جہنم رسید کئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور توقیر ہم پر فرض کر دی ہے۔حضور کی مدح، آپ کی تعظیم اور محبت ایمان کیلئے شرطِ اول ہے۔آپ کی تعظیم وثنا اور عزت وحرمت کا قیام اور تحفظ دین کا قیام ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلام کرنا امت کیلئے جائز نہیں۔اگر گستاخی کرنے والا مسلمان ہوتو اس کے توبہ کرنے پر بھی سزائے قتل ساقط نہیں ہوگی (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)۔

☆ جو الفاظ موہم تحقیر سرورِ کائنات ہوں، اگرچہ کہنے والے نے حقارت کی نیت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے (الشہاب الثاقب صفحہ 50)۔

☆ مولانا انور شاہ کاشمیری کی رائے ملاحظہ کیجیے:

بارگاہِ انبیاء (علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام) میں گستاخی کفر ہے۔چاہے اس سے کہنے والے کی مراد توہین کی نہ بھی ہو۔کل امت کا اس پر اجماع ہے کہ نبی اکرم کی شان میں ناروا الفاظ کہنے والا کافر ہے۔اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (اکفار الملحدین فی ضروریات الدین)۔

☆ امام اہلسنت اعلیحضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے ''نشہ کی حالت میں

کسی مسلمان کے منہ سے کلمۂ کفر نکل جائے تو اسے کافر نہیں کہیں گے اور نہ ہی سزائے کفر دیں گے مگر نبی کی شان میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشے کی بے ہوشی میں بھی صادر ہو تو اسے معافی نہ دیں گے (فتاویٰ رضویہ، جلد 6)۔

☆ صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ''مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول ہے مگر بعض مرتدین مثلاً کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا ہے کہ اس کی توبہ ہر گز قابل قبول نہیں ہے (بہار شریعت)۔

☆ ڈاکٹر محمد الفضیلت کا فتویٰ اس طرح سے ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاتم کفر گو اور مرتد ہے جس کا خون بہانا لازم ہے، اسکی دولت اور جائیداد ضبط کر لینی چاہیئے۔ اگر وہ مرد یا عورت با اخلاص توبہ کر لے تو یہ کام اللہ کا ہے کہ وہ اسے معاف فرمائے یا نہ، لیکن اسلامی شریعت ایسے شخص کو کبھی معاف نہیں کرے گی اور اس کو لازماً موت کی سزا ملنی چاہیئے (احکام الردو المرتدین صفحہ 278)۔

☆امامِ کعبہ **محمد بن عبدالله السُّبَيِّل** اور مملکتِ سعودی عرب کے دیگر علمائے کرام کا فتویٰ:

''گستاخِ رسول کا قتل کرنا واجب ہے اور یہ بالکل صحیح ہے''۔

(استفتاء از محمد شعیب بن عبدالکریم قریشی 1415ھ)

☆ مبلغ ختم نبوت قاری عبدالوحید قاسمی صاحب کی رائے:

''پیغمبر کو جو ملعون گالی دے یا اہانت کرے یا ان کے دین کے امور میں سے کسی امر میں یا ان کی صورت مبارک میں یا ان کے اوصاف میں سے کسی وصف میں عیب نکالے اگر چہ دل لگی کی راہ سے، خواہ وہ آدمی مسلمان ہو ذمی یا حربی ہو، کافر ہے۔ اس کا قتل کرنا واجب ہے، توبہ اس کی قبول نہیں'' (گستاخِ رسول کا حکم)۔

قرون اولیٰ میں مکمل پسپائی اختیار کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ نے اسلام اور پیغمبر اسلام خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات گرامی پر رکیک حملوں اور تحریری گستاخیوں کا سلسلہ

صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں شروع کیا۔انہوں نے ایک سازش کے تحت شعائر اسلام اور مسلمانوں کی مقدس ہستیوں کا مذاق اڑانا شروع کیا۔ان حرکتوں کے نتیجے میں صلیبی جنگیں شروع ہوئیں اور یہ سلسلہ کئی برسوں تک چلتا رہا۔جس میں عالم اسلام کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی۔تاریخی مآخذ سے ثابت ہے کہ گستاخیوں کا یہ سلسلہ 850 عیسوی میں شروع ہوا اور 860 عیسوی میں اس کا خاتمہ کر دیا گیا۔اس عرصے میں ترپن (53) افراد کو جہنم واصل کیا گیا۔ان میں قرطبہ میں ایک گستاخ عیسائی راہب یولوجیئس' اس کی محبوبہ فلورا' فلورا کی سہیلی تیری' پر فیکٹس نامی ایک پادری، عیسائی سوداگر یوحنا۔راحب اسحاق سیسی نند پواس سمیت چھ راہب بھی شامل تھے۔ان کو گستاخی رسول کے جرم میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔اس سلسلے میں بتایا جاتا ہے کہ والیٔ کرک' پرنس ریجی نالڈ نے عربوں پر لشکر کشی کی منصوبہ بندی کی۔اس کے پیش نظر' یہ جسارت تھی کہ گنبد اخضر اور خانہ کعبہ کو معاذ اللہ شہید کر دے۔وہ سمندری راستے سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔لیکن اس کی بزدل سپاہ مسلمان لشکر کی ہیبت سے گھبرا کر بھاگ گئی۔

غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے فوجیوں کو پہاڑوں اور گھاٹیوں سے پکڑ پکڑ کر واصل جہنم کیا۔تاہم ریجی نالڈ خود بچ کر بھاگ نکلا مگر پھر بھی وہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں سے باز نہ آیا۔ایک مورخ لین پول لکھتا ہے کہ ریجی نالڈ نے 1179 عیسوی میں مسلمانوں کے قافلوں کو لوٹنا شروع کیا اور 1186 عیسوی تک یہ سلسلہ جاری رہا۔اس نے ایک بار مسلمانوں کے قافلے کو لوٹا تو قیدی مسلمانوں نے رہائی کی اپیل کی۔اس نے نہایت طنز سے کہا۔تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہو ان سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تمہیں چھڑا لے جائیں۔عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلطان صلاح الدین ایوبی کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کرنے کی قسم کھائی۔صلیبی لڑائیوں میں کامیابی سے ہمکنار ہو کر مسلمان جب قیدیوں کو لائے تو ان میں وہ معلون ریجی نالڈ بھی تھا۔

سلطان نے اسے اس کی ناپاک جسارتیں گنوائیں اور کہا کہ اب میں اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں۔یہ کہہ کر اسے جہنم رسید کر دیا' پھر فرمایا: ہمارا دستور نہیں کہ

خواہ مخواہ قتل کرتے پھریں۔ ریجی نالڈ تو صرف حد سے بڑھی ہوئی اپنی بداعمالیوں اور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف گستاخیوں کے جرم میں مارا گیا ہے۔

اسی طرح ایک مشہور شاعر ابراہیم فرازی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخیاں کیا کرتا تھا۔ قاضی بن عمرو اور دیگر فقہاء نے اسے عدالت میں طلب کیا اور اس کے ثبوت مل جانے پر اسے سولی لٹکا دیا گیا۔ سپین (Spain) میں امیر عبدالرحمٰن کے دور میں اس کی رواداری اور فیاضانہ پالیسیوں کی بدولت اقلیتوں نے سر اٹھانا شروع کیا۔ اس دور میں اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شیطانی تحریک کا بانی قرطبہ کا ایک راہب یولوجنیس تھا۔ وہ اپنی رہبانیت اور عبادت کی وجہ سے عیسائیوں میں بے حد عزت و احترام کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ حکمرانوں نے باقاعدہ عدالتی ثبوت مل جانے کے بعد اسے اور اس کے معتقدین کو جہنم واصل کر دیا۔

عالمِ کفّار کی سازشیں صرف زبانی گستاخی کی حد تک محدود نہ تھیں بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے مرکز و محور میں عملی طور پر زقند لگانے کی کوشش بھی کی۔ 1164 عیسوی میں جب مملکتِ اسلامیہ کی زمامِ اقتدار سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی، تو اُسے صلیبی طاقتوں کے دانت کھٹے کرنے کے ساتھ ساتھ ایک اور عظیم سعادت نصیب ہوئی۔ ایک شب سلطان نورالدین عشاء کی نماز اور ذکر و وظائف سے فارغ ہو کر محوِ استراحت ہوا تو خواب میں تین بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور کی زیارت نصیب ہوئی۔ بعض مؤرخین کے مطابق مسلسل تین رات خواب میں وہ زیارتِ سیدالابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت سے فیض یاب ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بار دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''نورالدین! یہ آدمی مجھے ستا رہے ہیں۔ اِن کے شرّ (کو دفع کرنے) کا بندوبست کرو''۔

نورالدین یہ خواب دیکھ کر بے حد مضطرب ہوا۔ سلطان کو یقین ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں

ضرور کوئی ایسا واقعہ رونپذیر ہوا ہے جس سے میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اُس نے صبح اٹھتے ہی تیاری کی۔ بیس (20) کے قریب ساتھیوں کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ صرف دو ہفتوں میں مصر سے مدینہ طیبہ تک کا یہ فاصلہ طے کر کے وہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوۃ والسکینہ کے قدموں میں حاضر ہو گیا۔

سلطان نورالدین نے شہر میں پہنچ کر آنے جانے کے تمام راستے بند کروا دیئے اور تمام اہلِ مدینہ کو کھانے کی دعوت پہ بلایا۔ اہلِ مدینہ ایک ایک کر کے آتے گئے اور سلطان سے مصافحہ کر کے کھانے میں شریک ہوتے گئے، لیکن وہ دو چہرے سلطان کے سامنے سے نہ گزرے۔ سلطان نے پوچھا کہ کوئی ایسا فرد تو نہیں جو آج کی دعوتِ طعام میں شامل نہ ہوا ہو۔ ذمّہ داروں نے بتایا کہ مغرب (موجودہ مراکش) سے آئے ہوئے صرف دو زائرین کھانے کی دعوت میں نہیں آئے جو کہ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں یا جنت البقیع میں زائرین کو پانی پلاتے رہتے ہیں۔

سلطان کے حکم پر ان دونوں کو حاضر کیا گیا تو اُس نے اُن کی شکلیں دیکھتے ہیں فوراً دونوں کو پہچان لیا۔ سلطان عمائدینِ سلطنت کے ہمراہ فوراً اُن کی رہائش گاہ پر پہنچا، جو کہ مسجدِ نبوی شریف علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کے قریب تھی۔ بظاہر تو وہاں کوئی قابلِ اعتراض چیز نہ تھی۔ لیکن جب چٹائی کو ہٹایا گیا تو وہاں ایک سِل تھی، جس کے نیچے سے ایک سرنگ روضۂ سیدالانبیاء علیہ التحیہ والثناء کی جانب جا رہی تھی۔ بعض روایات کے مطابق یہ سرنگ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے جسمِ اطہر تک پہنچ چکی تھی۔

یہ جسارت دیکھ کر سلطان نورالدین قہر و جلال کا پیکر بن گیا۔ دریافت کرنے پر ان دونوں نے بتایا کہ وہ عیسائی ہیں اور عیسائی حکمرانوں کی جانب سے یہ مشن (Mission) لیکر آئے ہیں کہ معاذ اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ انور کو نکال کر لے جائیں۔ سلطان نورالدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار کھینچ کر ان دونوں کے سر قلم کر دیئے اور ان کی لاشیں بھڑکتی آگ کے الاؤ میں جلا ڈالیں۔ اُن بدبختوں کا انجام اس سے بھی بدتر ہونا چاہیے تھا۔

اس واقعہ کے بعد، سلطان نے روضۂ انور کے چاروں اطراف میں گہری خندق کھدوائی اور اس میں پگھلا ہوا سیسہ ڈلوا دیا تا کہ، جنت سے بڑھ کر اور عرشِ عظیم سے افضل یہ قطعۂ زمین، ہمیشہ کے لیے محفوظ و مأمون ہو جائے۔ سیسے کی اسی دیوار پر مقصورہ شریف کی جالیاں نصب کی گئی ہیں۔ عیسائیوں کی اس حرکت سے اہلِ اسلام ان کے مذموم مقاصد کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

قرون وسطیٰ میں اہانت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مرتکب افراد کو مسلم حکمرانوں نے موت کے گھاٹ اتارا۔ لیکن برعظیم پاک وہند میں فرنگی استبداد کے دوران جب ہندوؤں نے استعماری آقاؤں کی شہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کریمی میں گستاخیاں شروع کیں تو پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیوانوں نے خود ان کو تہہ تیغ کیا اور خود بھی جام شہادت نوش کر گئے۔

ہندوستان میں ایک انگیز یز مشنری ولیم میور نے لائف آف محمد نامی کتاب لکھی جس میں اس نے انتہائی ناانصافی تعصب اور بغض وکینہ سے کام لیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر کیچڑ اُچھالنا چاہا۔ اس کی اس جسارت کا علمی جواب سر سید احمد خاں نے خطبات احمدیہ لکھ کر دیا۔ اسی طرح کی ایک اور کڑی ''دی مہدی'' نامی کتاب ہے، جس میں برطانیہ اور امریکہ کی مشترکہ سازش سے ایک ایجنٹ کو امام مہدی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ ایلن ولیمز کا ایک ناول Holy of Holies 'مقدس ترین' بھی برطانیہ سے شائع ہوا، جس میں اسلام جیسے دین کامل واطہر کو کینسر (Cancer) کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

چند برس قبل نیوز ویک نے یوگوسلاویہ کے ایک فرضی مسلم کروز دانی کی زبان سے اسلام کے بنیادی عقائد کا مذاق اڑاتے ہوئے انہیں زہر قرار دیا۔

مائیکل ہارٹ کی کتاب (The Hundred) بھی گستاخانہ زہر سے بھری پڑی ہے۔ اس نے گستاخی کا نیا طریقہ اپنایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرفہرست ضرور لکھا لیکن ساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ بااثر ترین افراد میں عظیم ترین نہیں اس میں اور بھی گستاخانہ جملے لکھے۔

1935 عیسوی کے شروع میں لندن سے ایک انگریز اور ایڈتھ ہینڈ کا زہر بھرا رسالہ Story of Muhammad شائع ہوا، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ فرضی تصاویر شائع کی گئیں۔ اس میں اور بھی کئی گستاخانہ جملے شامل تھے۔ زمانہ حال میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کی ازواج مطہرات پر سب سے بڑا حملہ مجہول النسب سلمان رُشدی کی شیطانی آیات نامی کتاب ہے۔ مغربی طاقتوں اور یہودی لابی کی پروردہ ناجائز اولاد سلمان رشدی نے خرافات سے بھری اس کتاب میں اسلام، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت، قرآن مجید کی حقانیت اور امہات المؤمنین کی اعلی وارفع شان میں نہایت بے باکی سے گستاخیاں کی ہیں۔ ایران کے روحانی پیشوا اور مقتدر اعلی امام خمینی نے واضح موقف اختیار کرتے ہوئے جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور شیطانی آیات کے مصنف اور پبلشرز کو واجب القتل قرار دیا۔ کسی اور مسلم حکمران کو یہ توفیق نہ ہوئی۔

اسی طرح ایک اور انگیز مصنف مارٹن نے محمد کے نام سے کتاب لکھی جس میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گئی مگر افسوس کہ ہمارے حکمرانوں اور بیوروکریٹس نے اسے پاکستان میں سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موضوع پر بہترین کتاب قرار دیا اور جنرل ضیاء الحق کے دور میں یہ کتاب ہر لائبریری تک پہنچائی گئی۔ اسی عہد حکومت میں ایک اور عیسائی مصنف لوتھر کو انعام دیا گیا، جس کی کتاب میں سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی تھی۔

(اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید از رائے محمد کمال'' صفحہ 60)

برعظیم پاک و ہند میں دین اسلام اور ہندومت کی باہمی کشمکش کی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔ اگرچہ مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ رواداری، محبت، شفقت اور نیک حسن سلوک کا مظاہرہ کیا لیکن لالچی ہندو اور متعصب پروہت شروع دن سے ہی اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی رکھتے رہے۔ اس قلبی شقاوت اور دشمنی کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ دین اکبری کے علمبردار اور ہندو مسلم اتحاد کیلئے کوشاں شہنشاہ جلال الدین اکبر کا دور مسلمانوں کیلئے بہت ابتلا کا

دور تھا۔اس دور میں ہندو برملا اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں صورت حال کا تذکرہ کرتے ہیں۔اسلام کی کس مپرسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کی طرف سے برملا اسلام کے برعکس مسلمانوں کو احکام اسلام کی ادائیگی سے منع کیا جاتا ہے انہیں رسوا کیا جاتا ہے اور گوناگوں طعنے دیئے جاتے ہیں۔

انگریزوں کی آمد کے بعد ہندوؤں کے پروہتوں اور سوامیوں نے نہایت بے باکی اور دریدہ ذہنی سے شعائر اسلام اور خاص طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے حوالے سے کیچڑ اُچھالا۔تاریخ کا یہ باب بہت تکلیف دِہ ہے۔ ہندومت کے ایک سوامی دیانند سَرسَوتی نے 1874ع میں رسوائے زمانہ کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' لکھی، جس میں شرانگیزی کرتے ہوئے حیات سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے جا تنقید کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کی گئی۔اس میں امہات المومنین رضوان اللہ علیہن پر گستاخانہ جملے لکھے گئے اور قرآن مجید پر اہانت آمیز تبصرہ کیا گیا۔

سوامی دیانند سَرسَوتی کا ایک عقیدت مند بنکم چندر چیٹر جی تھا جس نے 1884ع میں اپنا معروف ناول انند ناتھ لکھا۔اس ناول میں مسلمانوں کو ملیچھ اور ناپاک کہا گیا۔اسی نے کانگرس کا ترانہ ''بندے ماترم'' لکھا جو آجکل ہندوستان کا قومی ترانہ ہے۔ بال گنگا دھر تلک نے 1856ع میں مسلمانوں اور شعائر اسلام کے خلاف مسلح جدوجہد کیلئے باقاعدہ جتھے ترتیب دیے۔ایک ہندو منشی رام نے سوامی شردھانند کے نام سے ایک مذہبی رہنما کا روپ دھارا اور 1923ع میں شدھی جیسی پرفتن تحریک کی بنیاد رکھی۔اس نے دہلی سے مذہبی دل آزاری پر مبنی لٹریچر شائع کیا۔جس میں پیغمبر آخرالزمان علیہ صلوات الرحمٰن کی شان میں گستاخیاں کی گئیں۔ اسے ایک مسلم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم قاضی عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کر دیا۔

رسوائے زمانہ راجپال مردود نے دریدہ ذہنی سے کام لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اور رنگیلا رسول کے نام سے کتاب لکھی۔اس نے ایک اور کتاب ''بلیدان چتر اولی'' بھی لکھی جو اسلام کے خلاف شرانگیزیوں سے بھرپور تھی۔اس خبیث کو غازی علم الدین

شہید رحمتہ اللہ علیہ نے قتل کر دیا (تفصیل آنے والے صفحات پر ملاحظہ کی جائے)۔

12/ اکتوبر 1934ء کے روزنامہ انقلاب لاہور کے مطابق جموں کے ایک پرچارک ''ستیہ دیو'' نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی۔

اس کے علاوہ ہندوؤں کے اس دور کے رسالوں تہذیب الاسلام، آریہ مسافر (جالندھر) مسافر بہڑائچ، آریہ پتر (بریلی) ملیکھش توڑ، جڑپٹ اور ترک اسلام بھی اہانت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں شامل رہے۔

بیسویں صدی کے اوائل میں علماءِ حق نے اپنا حق تبلیغ ادا کیا اور ہندوؤں کی شاطرانہ اور گستاخانہ حرکتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اس سلسلے میں صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی' حضرت شاہ علی حسین اشرفی' مولانا قطب الدین برہمچاری اور مولانا غلام قادر اشرفی کے نام نمایاں ہیں۔ تاہم گستاخ ہندوؤں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی سعادت جن کے حصے میں آئی وہ بظاہر تو علم دین سے ناواقف اور عمل کی دولت سے تہی داماں تھے لیکن جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال تھے ان میں سے چند شہداء حسن محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا جا رہا ہے:-

## غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ

سوامی شردھانند نے روزنامہ تیج دہلی' پھر ہندی اخبار ارجن اس کی اشیرباد سے ایک اخبار گوروگھنٹال جاری ہوا جس میں اولیائے کرام اور کتاب مبین کے بارے میں گستاخیاں کی گئیں۔ پھر اس کا حوصلہ اتنا بڑھا کہ اس نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اہانت کرنی شروع کی۔ ایک مسلمان خوشنویس غازی عبدالرشید کو تحفظِ ناموسِ رسالت کی خاطر شردھانند کو جہنم رسید کر کے اپنی جان شمعِ رسالت پر قربان کرنے اور اس کے نتیجہ میں امر ہو جانے کی سعادت ملی۔ غازی صاحب انتہائی اعتماد سے شردھانند کے مندر میں گئے اور اسے للکارا:

''بے غیرت کمینے! تو نے مسلسل میرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دشمنی کی

اور بکواس بکتا رہا ہے اب میں تجھے ہلاک کیئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔ ذلت و رسوائی کی موت کیلیئے تیار ہو جا''۔

یہ کہہ کر ریوالور کی چھ گولیاں اس کے سینے میں اتار دیں۔ پھر انتہائی غضب کے عالم میں اس کے جسم کو جوتوں سے ٹھوکریں لگائیں۔

عدالت نے غازی عبدالرشید کو سزائے موت سنائی۔ اور انہوں نے ہنسی خوشی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جان قربان کر دی۔ مقدمہ کی کاروائی چلی تو کسی نے کہہ دیا کہ یہ پاگل ہے۔ انہوں نے بڑے وقار سے جذباتی انداز میں کہا۔ کون کہتا ہے کہ میں پاگل ہوں؟ پاگل تو تم ہو میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ بلکہ ایک دشمن رسول کو ٹھکانے لگایا ہے۔ میں نے اس مردود کو موت کے گھاٹ اس لیے اتارا کہ خواب میں سیدالشہداء سیدنا امام حسین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تمہارے شہر میں میرے نانا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جا رہی ہے اور تم خاموش ہو۔ اپنے آقا و مولا کو کیا منہ دکھلاؤ گے؟ جو میرے نانا کی عظمت و ناموس کا تحفظ نہیں کرتا اس کا مجھ سے کیا تعلق؟۔

سزائے موت سے قبل انہوں نے اپنے عزیز و اقارب سے کہا: میں آپ کو نہیں بتا سکتا کہ کس قدر خوشی کا مقام ہے! اتنی حسیں موت تو بار بار آنی چاہیئے' جو آدمی اپنے دین کے معاملے میں کسی قسم کی طاقت کی پرواہ کرتا ہو' بھلا وہ ایک سچا مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص رحمت و توجہ سے میں اس امتحان میں ثابت قدم رہا ہوں۔ پھانسی گھر میں انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے۔ مختصر دعاء مانگی اور اپنا رخ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب کر کے کہا:

یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم' آپ کا ایک ادنیٰ غلام دل و جان کا تحفہ لیے حاضر ہے۔ یا رسول اللہ! میری لاج رکھنا۔ یا رسول اللہ! میری قربانی قبول فرمالینا۔

پھر انہوں نے کہا: آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں اس دنیا سے ایمان کی دولت لیکر جا رہا ہوں۔ پھر تین مرتبہ۔ الصلوۃ السلام علیک یا رسول اللہ! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ) کہا۔ پھانسی کا پھندہ کھینچ دیا گیا۔ جیل کے اندر اور باہر سے نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کے ساتھ غازی عبدالرشید شہید زندہ باد کے نعرے گونجنے لگے۔ جیل کی دیواریں لرز اٹھیں اور ہر طرف خوشبوئے مصطفیٰ کریم صلی علیہ وآلہ وسلم پھیل گئی۔

# غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

1924ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گستاخ، مہاشہ راجپال نے انتہائی دل آزار کتاب جس کا نام لکھتے ہوئے دل کانپتا ہے رنگیلا رسول لکھی اور شائع کی۔ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی گئیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے قلب وجگر سے عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چراغ گل کر دیا جائے۔ اس کتاب سے مسلمانانِ ہند کے دلوں کے آبگینے چکنا چور ہو گئے۔

احتجاج کیلئے 4رجولائی 1927ء کو دہلی دروازہ کے باہر دربار شاہ محمد غوثؒ کے قریب خلافت کمیٹی کے تحت جلسہ ہوا۔ جس میں دیگر نامی گرامی مقررین کے علاوہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بہت رقت آمیز تقریر کی۔ انہوں نے فرمایا:

”آج کوئی روحانیت کی آنکھ سے دیکھنے والا ہو تو وہ دیکھ سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ازواجِ مطہرات یعنی ہم مسلمانوں کی مائیں لاہور کے مسلمانوں سے فریاد کر رہی ہیں کہ تمہارے شہر میں ہماری بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ ہمیں کھلے بندوں گالیاں دی جا رہی ہیں۔ اگر کچھ پاس رسالت ہے تو ناموس رسالت کی حفاظت کرو“۔

ایک مزدور پیشہ ترکھان غازی علم الدین شہیدؒ کو یہ سعادت ملی کہ وہ اُس مردود کو جہنم واصل کر کے خود زندۂ جاوید ہو گئے۔ راجپال کی دکان پر پہنچ کر غازی صاحب نے اپنا خنجر نما چُھرا مردود راجپال کے پیٹ میں اتارنے سے پہلے اُسے للکار کر کہا:

”اے کافر! تیری موت کا وقت آن پہنچا ہے۔ میں تجھے ہرگز زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ بس تُو کُتّے کی موت مرنے کے لیے تیار ہو جا“۔

غازی صاحب کی طرف سے راجپال پر کیے گئے اس قاتلانہ حملے سے اردگرد کی دکانوں پر موجود غیر مسلموں میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہ دو بے گناہ مسلمانوں کو پکڑ کر لے آئے کہ یہ قاتل ہیں تو غازی صاحب نے بڑی بے باکی سے پُراعتماد لہجے میں کہا:

"نابکار راجپال کا قاتل میں ہوں۔ غازی صاحب نے کہا کہ قاتل میں ہوں کوئی اور نہیں۔ میں نے جو کچھ کیا ہے خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی ذاتِ اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش) کا بدلہ لیا ہے۔ محبوبِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حرمت وتقدیس کی حفاظت میرا فرض تھا۔ میرے نزدیک یہ امر کوئی جرم نہیں بلکہ کارِ خیر ہے"۔

ہائی کورٹ میں غازی علم الدینؒ کے مقدمے کی پیروی حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے پر قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کی لیکن عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو جامِ شہادت نوش کر کے اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہونے کو بیتاب تھا۔ بالآخر غازی صاحب کو ماتحت عدالت کی طرف سے دی گئی موت کی سزا بحال رکھی گئی۔

بے تاب ہو رہا ہوں فراقِ رسول ﷺ میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

30/اکتوبر سن 1929 عیسوی کو پنجابی کے استاد شاعر، حضرت عشق لہر کی فرمائش پر غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کے چند اشعار پڑھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

"میں عاشقِ سرمست ہوں، مجھے تختۂ دار کا کیا غم؟ ایک جانباز پروانہ ہوں اور آگ سے نہیں ڈرتا، میں طالب دیدار ہوں، مجھے کسی طرح کا اندیشہ نہیں، بھلا پھولوں کے ایک شیدائی کو کانٹوں سے کیا خوف ہو سکتا ہے؟ میں تو یادِ محبوب کے نشہ سے چور چور ہوں، دشمن کی کوئی پرواہ نہیں۔ جسے خزانہ مل جائے وہ سانپ سے کیا ڈرے گا۔ پھانسی کا نظارہ میرے لئے تختِ شاہی سے زیادہ بہتر ہے۔ ہاں

میں عشق میں منصور بن حلاج ہوں اور تختۂ دار سے ہرگز نہیں گھبراتا‘‘۔

استاد عشق لہر نے غازی شہیدؒ کی فرمائش پر چند شعر کہے: ؎

وچ چودھویں صدی دے ہویا تیرا عشق عاشق حضور دیا
جھوٹا دار دی پینگھ تے جھوٹیا ای شوق نال ساتھی منصور دیا
سب دیاں اکھاں وچ سما گیا ایں علم الدین توں ذرّیا طور دیا
عشق لہر دی عرض دربار رسول اندر پہلے کریں مسافرا دُور دیا

غازی علم الدین شہید کے دوست میانوالی جیل میں ملنے گئے تو انہوں نے ان سے کہا: میرے نزدیک عشق رسول میں کٹ مرنا وہ بلندترین مرتبہ ہے جو کسی کسی کو ہی ملتا ہے' اس لئے موت پر غمگین ہونا تو درکنار میرے لئے یہ خبر کہ پریوی کونسل سے میری اپیل نامنظور ہوگئی ہے' انتہائی مسرت کا موجب ہے اور میں خوش ہوں کہ مشیتِ ایزدی نے اس زمانے میں چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے مجھے اس سعادت کیلئے منتخب کیا ہے۔تمام مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ وہ میرے جنازے پر آنسو نہ بہائیں۔اس موقعہ پر اپنی قوم کی آنکھوں میں اَشک نہیں، ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر غازی علم الدین شہیدؒ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔اس موقع پر علم الدین شہید کی والدہ نے فرمایا: اگر میرے سات بیٹے ہوتے اور وہ اسی طرح تحفظ ناموسِ رسالت کیلئے قربان ہوجاتے تو میں زیادہ خوش ہوتی۔

غازی علم الدین شہید کی میت کو لحد میں اتارتے ہوئے شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب سے عرض کیا ’’غازی علم الدین شہید، تُو خوش رہ! ہم نے تیری وصیت کو پورا کر دکھایا۔نماز جنازہ میں ہر شخص نے کلمہ شہادت پڑھا اور دعائے مغفرت کی ہے۔دربارِ رسالت میں پہنچ کر آقا و مولا کی بارگاہ میں میرا اسلام پیش کرنا۔اچھا' خدا حافظ‘‘۔

غازی علم الدین شہید کے مزار پر جو تحریر موجود ہے وہ یوں ہے:

’’عاشقِ رسول غازی علم الدین شہید آقائے دوجہاں کی شانِ اقدس سے گریز کرنے والو! کیا حضور کے نام پر شہید ہونے کی عزت کا نظارہ اس کے جنازے سے نہیں

ہوا؟ اگر دین و دنیا میں بھلائی چاہتے ہو تو محبوب خدا پر جان قربان کر دو، اور عاشقان مصطفیٰ کی چوکھٹ پکڑو، جو منکر ہے وہ کافر ہے''۔

## غازی عبدالقیوم شہید رحمتہ اللہ علیہ

1933ء کے شروع میں ایک ہندو نتھو رام نے ایک زہر آلود کتابچہ ''تاریخ اسلام'' لکھا، جس میں بہت گستاخانہ زبان اختیار کر کے شان رسالت میں بے ادبی کی گئی۔ ایک مردِ مجاہد غازی عبدالقیوم شہید نے اسے جہنم واصل کیا اور وہ خود بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ انہوں نے عدالت میں جو بیان دیا اس کا ایک ایمان افروز اقتباس پیشِ خدمت ہے:

''ہر وہ شخص جو میرے کریم آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو، اسے مٹانے کیلئے گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی جذبہ محبت سرکار سے سرشار ہو کر اپنی زندگی پر کھیل جاتا ہے۔ میں نے نورِ ایمانی کے ساتھ گستاخ رسول کو ٹھکانے لگایا ہے۔ ناموس رسالت پر یاوہ گوئی کا تصور کرنے والے کو کبھی زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جا سکتا، اگر میری زندگی آقائے کونین کی ناموس وحرمت پر قربان ہو جائے تو اس سے بڑھ کر اور کوئی انعام خداوندی کیا ہو سکتا ہے''۔

غازی عبدالقیوم شہید نے عدالت میں اقبالی بیان دیتے ہوئے کہا:

''اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اسے ہزار بار قتل کرتا اور شاید یہ بات بھی میرے غم وغصہ کو سرد اور جذبات کو سکون نہ پہنچا سکتی، میری زندگی کا خوشگوار دن وہی تھا جب میں نے دشمن رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا اور خوشگوار ترین دن وہ ہوگا جب میں اپنے آقا ومولا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہِ ناز میں پہنچ جاؤں گا''۔

جب سزائے موت کا حکم سنایا گیا تو غازیؒ نے مسکرا کر اور نعرہ لگاتے ہوئے جواب دیا:

''میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس انعام کا مستحق سمجھا گیا۔ یہ ایک جان کیا چیز ہے، میرے پاس لاکھ جانیں ہوں تو بھی ایک ایک کر کے اسی طرح اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر قربان کر دوں''۔

## غازی عامر عبدالرحمن چیمہ شہید رحمتہ اللہ علیہ

2006ء کے اوائل میں جب پوری دنیا کے مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ یورپ کے شر پسند اور گستاخ عناصر کے خلاف سراپا احتجاج تھے تو ایسے میں پاکستان کے ایک خوش بخت سپوت کے حصے میں یہ سعادت آئی کی اس نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے شہید ناموس رسالت غازی علم الدین شہید رحمتہ اللہ علیہ کی یاد تازہ کردی۔اس نوجوان کی عملی کاوش گلشن اسلام کی پژمردگی دور کرنے کیلئے باد بہاری کا جھونکا ثابت ہوئی اور اسلامیان عالم ایک ولولہ تازہ کے ساتھ پھر سے تحفظ ناموس رسالت کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے نواحی قصبے ساروکی میں پروفیسر محمد نذیر چیمہ کے گھر 4 دسمبر 1977ء کو پیدا ہونے والا نوجوان عامر عبدالرحمٰن چیمہ رحمتہ اللہ علیہ نیشنل ٹیکسٹائل انجینئرنگ یونیورسٹی فیصل آباد سے بی ایس سی انجینئرنگ کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی کے شہر مونشن لاڈباخ کی ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا۔وہ اپنی ڈگری کے آخری سمیسٹر میں پڑھ رہا تھا کہ یورپ کے اخبارات خاص طور پر ڈنمارک، ہالینڈ، ناروے اور جرمنی کے اخبارات نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خاکوں پر مبنی کارٹون شائع کرنے کی ناپاک جسارت کی۔جرمنی کے شہر برلن سے شائع ہونے والے اخبار ڈائی ویلٹ (Die Welte) کا چیف ایڈیٹر ہینرک بروڈ (Henry Broder) بھی ان شیطان صفت گستاخ لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے اس ناپاک شرارت میں حصہ لیا۔

عبدالرحمٰن عامر چیمہ کو ہینرک بروڈر کی اس جسارت پر بہت غصہ تھا۔اس کے دل میں موجود عشق رسول ﷺ کی آتش شعلہ جوالہ بن کر بھڑک اٹھی۔اسے کسی پل چین نہ تھا۔اس کے دل میں حمیت رسول ﷺ کے جذبات اسے اس بات کی ترغیب دے رہے تھے کہ وہ غازی علم الدین شہیدؒ کی سنت پہ عمل پیرا ہو کر اس گستاخ رسول کو واصل جہنم کر دے تاکہ اس کے عبرت ناک انجام سے گستاخان رسول (ﷺ) کے بڑھتے ہوئے قدم رک جائیں اور ان کی ناپاک جسارتوں کو لگام

ملے۔

عامر چھٹیاں گزارنے کیلئے برلن میں مقیم اپنی ماموں زاد بہن کے گھر آ جایا کرتا تھا۔اب برلن میں اس کی توجہ کا مرکز برگ کے علاقہ میں ایک سترہ اٹھارہ منزلہ بلڈنگ تھی جس کی ساتویں فلور پر گستاخ رسول ہینرک بروڈر کا دفتر تھا۔وہ اس گستاخ کو عبرت ناک سزا دینا چاہتا تھا۔وہ 20 مارچ 2006ء کو بہن کے گھر سے تیار ہو کر نکلا۔اس کے کاندھوں پر کالج بیگ تھا اور دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ کا طوفان موجزن تھا۔دروازے پر متعین گارڈوں نے اسے روکا لیکن وہ ان کو روندتا ہوا گستاخ رسول پر چیتے کی طرح لپکا اور تیز دھار چاقو سے شاتم رسول کے سینے اور پیٹ پر پے در پے وار کرنے لگا۔اس کے وار میں اتنا جذبہ اور طاقت تھی کہ ملعون ہینرک نڈھال ہو کر گر پڑا اور تقریباً واصل جہنم ہو چکا تھا کہ گارڈوں نے غازی عامر چیمہؒ کو پیچھے سے قابو کر لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا۔

جرمنی کی نازی پولیس نے دوران حراست غازی عبدالرحمٰن چیمہ پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔کونسا تشدد تھا جو اس پر روا نہ رکھا گیا۔لیکن اس عظیم عاشق رسولؐ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔وہ بے خوف وخطر اس بات کا اقرار کرتا رہا کہ میں نے اس گستاخ رسولؐ کو واصل جہنم کرنے کیلئے اس پر حملہ کیا ہے تا کہ اسے اپنے کئے کی سزا مل سکے۔جرمن پولیس کے بے انتہا ظلم و جبر کی سبب عامر عبدالرحمٰن نے 4 مئی 2006ء جام شہادت نوش کر لیا۔جرمن پولیس نے اس نوگل باغ شہادت کا دامن داغدار کرنے کیلئے یہ کہا کہ غازی عامر نے خودکشی کی ہے حالانکہ اس کی موت پولیس کے جبر و ستم سے واقع ہوئی تھی۔

غازی عبدالرحمٰن چیمہ کی میت 13 مئی 2006ء کو پاکستان لائی گئی اور ساروکی میں اس عظیم عاشق رسولؐ کو دفن کر دیا گیا۔اس کا جنازہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بے مثال جنازہ تھا۔جس میں مشائخ عظام، علماء کرام، اسکالرز اور عوام کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

دورِ حاضر کے اس عظیم الرتبت پروانہ شمع جمال مصطفیٰؐ نے ناموس مصطفیٰؐ کی خاطر اپنی جان کا نذرانہ

پیش کر کے تحریک تحفظ ناموس مصطفیؐ کو حیات نوبخشی ہے۔ غیرت اسلامی غلامانِ رسول کا خاصہ اور اعزاز ہے۔ عشق رسول میں آنے والی موت انسان کو امر بنا دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عامر چیمہ شہید کے اس جرات مندانہ اقدام نے کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری کر دیا اور اس پر فتن دور میں نعرہ مستانہ بلند کر کے اسوۂ شبیریؓ کی یاد تازہ کر دی۔ غازی عامر شہیدؒ نے عظیم مرتبہ پایا کہ اس کا نام غازی علم دین شہیدؒ جیسے فدایان ناموس مصطفیٰ ﷺ کی صف میں آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامر شہید کی طرح تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

مرحبا! عاشق سرکار مدینہ ﷺ ، عامر
ہے ترا عشق امر باقی ہے سب قال و قیل
زندگی کیلئے جھومر ہے شہادت تیری
ذات ہے تیری شب تار میں روشن قندیل

(افضال احمد انور)

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ورفعنا لک ذکرک کی آیت کریمہ نازل کر کے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ پیارے مصطفیٰ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شان ورفعت ہر آنے والی گھڑی میں بلند وبالا ہو گی اور آنے والا ہر لمحہ آپ کی عظمت کو مزید اُجاگر کرے گا۔ کفار کی حالیہ جسارت نے مسلم امہ کو پھر سے اتحاد و یگانگت کی لڑی میں پرو دیا ہے اور ان کے اندر یہ احساس بیدار ہو گیا ہے کہ وہ اگر اب بھی یکجا ہو کر طاغوتی طاقتوں کے سامنے دیوار نہ بنے تو پھر ان کا نام ونشاں مٹ جائے گا۔ نیویارک، لندن، پیرس سے لے کر ڈھاکہ اور جکارتہ تک مسلمانوں کے لاکھوں شرکاء پر مشتمل مظاہرے اور جلوس اسی بات کے مظہر ہیں۔ مسلم امہ کی اسی تحریک تحفظ ناموس مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثناء) سے مجبور ہو کر ہمارے حکمران بھی اب اس بات پر رضامند نظر

آتے ہیں کہ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے ممبر ممالک کا اعلیٰ سطحی اجلاس بلاکر متفقہ لائحہ عمل طے کیا جائے تاکہ آئندہ مغربی ممالک کو اس قسم کی حرکت کی جرأت نہ ہو۔

ہمارے وہ لوگ اور تنظیمیں جو" مقامِ مصطفیٰ یا عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" جیسی اصطلاحات سے دبک جاتے تھے۔ قدرت خدا کی! آج وہ بھی اپنے بینرز، کتبوں اور نعروں میں یہی اصطلاحات استعمال کرنے میں پیش پیش ہیں اور غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں، ہم عظمت رسول کے، پاسباں ہیں پاسباں، غلامیٔ رسول میں موت بھی قبول ہے، جو ہو نہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے" جیسے خالص عشق رسول کی چاشنی سے معمور نعرے جو آج سے قبل ہم جیسے کارکنان انجمن طلباء اسلام کے لبوں کی زینت ہوا کرتے تھے' آج سب مسالک اور مکاتب فکر کے لوگ یہ نعرے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لگا رہے ہیں۔ یہی بات شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنے پیغام میں کہی تھی کہ ہر مسلمان کے دل میں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چراغ جل رہا ہے اور ہماری عزت و آبرو صرف اور صرف نام مصطفیٰ سے وابستہ ہونے میں ہے:

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الحمدللہ رب العالمین' آج سب کو بخوبی اس بات کا احساس ہو گیا ہے۔ آج کوچہ کوچہ، قریہ قریہ، گلی گلی، شہر شہر' شان مصطفیٰ ریلیاں اور تحفظ ناموس رسالت کے جلسے وجلوس' نبی کریم رؤف ورحیم (علیہ اطیب الصلوۃ والتسلیم) کی شان ورفعت کے مظاہر ہیں۔ انتہا تو یہ ہے اور باعث مسرت امر بھی ہے کہ سعودی عرب اور اس کے زیر اثر ٹی وی پر جہاں شان مصطفیٰ کی آیات بہت کم تلاوت کی جاتی تھیں' وہاں اب ہر آدھ گھنٹے بعد وقفہ کے دوران "فی حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان سے دنیا کے بہترین قراء کی آواز میں ریکارڈ کردہ آیات کی تلاوت بار بار لگائی جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔

پر بول بالا ہے ترا ' ذکر ہے اونچا تیرا

بول بالا ہے ترا ' ذکر ہے اونچا تیرا

ہمارے حکمرانوں کی بے حسی دیکھیے' جو مال وزَر کی محبت اور دنیا کی چاہت میں اپنی عاقبت غارت کرنے کا پروگرام بنائے بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ یورپ اور امریکہ سے صرف اس بناء پر تجارتی ، اقتصادی اور سیاسی تعلقات منقطع کرنے سے ڈرتے ہیں کہ ہماری معیشت دھڑام سے نیچے گر پڑے گی بلکہ یوں کہہ لیجئے کہ ایسا کرنے سے ان کے اللّے تللّے اور عیش وعشرت کی زندگی ختم ہو جائے گی۔ انہیں اپنی طرب وآسائش کی زندگی ناموس مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثناء) سے زیادہ عزیز ہے۔ دوسرا رُخ دیکھیے کہ ڈنمارک کی حکومت کو صرف ایک ہفتہ میں 6.3 بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ ان کی کرنسی کی قدر نہایت نیچے جا چکی ہے۔ ان کی ڈیری اور گوشت کی مصنوعات کی مارکیٹیں بند ہو گئی ہیں اور یہ سلسلہ چلا تو بعید نہیں کہ ان کی معیشت کا کباڑا نکل جائے۔ لیکن پھر بھی وہ بضد ہیں کہ ہم اپنی اس مذموم حرکت پر نہ تو شرمندہ ہیں اور نہ معذرت کیلئے آمادہ۔ ہم حکمرانوں کی اس زر پسندی کو بے حمیتی کا نام نہ دیں گے تو پھر کیا کہیں گے؟ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی پڑھ لیجئے:

''بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے''۔ (الاحزاب:57)۔

اس سارے معاملے کا اہم پہلو یہ ہے کہ ہمارے حکمران جو ہم پر خدائی اوتار بن کر مسلط ہیں، یا مسلم ریاستوں اور امارتوں کو باپ دادا کی جاگیر سمجھ کر عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں' انہوں نے محض طاقت اور دھونس کے زور پر مسلم امہ کا اقتدارِ اعلیٰ اور اجتماعی قوت سلب کی ہوئی ہے اور مغرب کے مقتدر حلقوں میں اپنی جبینِ نیاز خم کر کے ان کے حوصلے اس قدر بڑھا دیئے ہیں کہ وہ نبی کریم (علیہ الصلوۃ والتسلیم) کی اہانت اور گستاخی پر اُتر آئے ہیں۔ اس لئے یہ حکمران طبقہ اور حلقہ اشرافیہ مغرب سے بھی بڑھ کر اسلام کا دشمن ہے۔ ان کی اعتدال پسندی، معتدل مزاجی اور نام نہاد دہشت گردی سے گریزاں پالیسی نے سفینہ اسلام کو بھنور میں پھنسا دیا ہے۔ اب ان کے لیے کفارے کی واحد صورت یہ ہے کہ وہ کھل کر مغرب کو اس کی اوقات یاد

کرائیں اور یہ کہتے ہوئے نصرانی اور صہیونی قوتوں کا مقابلہ مردانہ وار کریں کہ ہم نے تو مغرب سے رواداری اور مفاہمت کی خاطر ان کے جوتے تک چاٹے ہیں لیکن وہ پھر بھی اپنا تعصب اور ہٹ دھرمی چھوڑنے پر راضی نہیں۔

مسلم دنیا کے علماء و مشائخ اور دانشور حضرات بھی اس تمام صورت حال میں ذمہ دار ہیں کہ انہوں نے فرقہ بندی، جاہ پسندی اور آرام طلبی کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے۔ وہ جدید دور کی ضروریات، پیش آمدہ مسائل اور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی یلغار سے نابلد ہیں۔ وہ باقاعدہ اور منظّم انداز میں مغرب کے عوام کے ذہن وقلب تک پہنچ نہیں پائے۔ اقوام مغرب کے قلوب واذہان تک حق کی روشنی پہنچانا ان کی ذمہ داری ہے۔ اس کیلئے شعور وآگہی، تعلیم وتربیت اور جدید علوم وفنون سے مکمل واقفیت، وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ ہمارے شاعر اور ادیب حضرات نے اس اہم موقعہ پر اپنا کردار ادا نہیں کیا ہے۔ وجہ کچھ بھی ہو بہرحال جذبہ عشق رسول سے لبریز شاعری اور تحفظ ناموس رسالت کی ترغیب دیتی اور دلوں کو گرماتی نگارشات کی کمی بے حد محسوس ہو رہی ہے۔ پچھلی صدی کتنی اچھی تھی کہ علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، حسرت موہانی اور محمد علی جوہر جیسے شعراء ہر قومی اور ملی تحریک میں اپنے اشعار کی قوت سے قوم کے جذبہ جہاد کو ابھارتے تھے۔ افسوس کہ قحط الرجال کا دور آ گیا۔ اب ان جیسی نابغۂ عصر شخصیات کا پرتو، یا ان کی طرح جذبات کا اظہار کرنے والے عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔

میری دعوت ہے کہ آج کے شاعر اور ادیب حضرات میدان عمل میں آئیں اور اس اہم مشن میں اپنا کردار ادا کر کے دنیا و آخرت میں اپنے نام کو امر کر لیں۔ اس موقعہ پر پرنٹ میدیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کا کردار بہت مثبت رہا ہے اور کالم نگار حضرات، صحافیوں اور دانشوروں کی تعریف میں بخل سے کام لینا بجا نہ ہوگا، جنہوں نے کماحقہٗ توقیر مصطفیٰ (علیہ التحیہ والثناء) کی حفاظت کیلئے اپنا کردار نہایت خوبصورتی اور انتہائی عقیدت سے ادا کیا ہے۔

حقوق انسانی کی نام نہاد علمبردار تنظیمیں اور حقوق نسواں کے تحفظ کا نعرہ بلند کرنے والی شخصیات جو دین متین اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے کوئی لمحہ فروگذاشت

نہیں کرتیں اور چھوٹے چھوٹے مسائل کو گویا' رائی کا پہاڑ بناتے ہوئے عالمی ذرائع ابلاغ پر شور مچادیتی ہیں' آج تحفظ ناموس رسالت کے اس نازک اور اہم ترین موضوع پر خاموش ہیں۔ کیاان کی یہ خاموشی' ان کے ایمان کے کامل ہونے پر شکوک وشبہات تو پیدا نہیں کرتی ؟۔اب بھی وقت ہے کہ وہ اپنی عاقبت کا فکر کرتے ہوئے میدان عمل میں آئیں اور اپنے غیر سرکاری پلیٹ فارم سے عظمت و ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کیلئے مقدور بھر کوشش کریں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آیئے! اب اِس ساری صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیکھیں کہ مسلم اُمّہ کا لائحہ عمل' اجتماعی اور انفرادی سطح پر کیا ہونا چاہیے۔

☆ تمام مسلم ممالک اور حکومتوں کو ایسے یورپی ممالک کا اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ کر دینا چاہیے' جنہوں نے یہ دل آزار کارٹون شائع کیے۔ان ممالک میں سب سے پہلا نام ڈنمارک کا ہی آتا ہے۔

☆ اسلامی کانفرنس کی تنظیم باضابطہ طور پر اس مذموم فعل کے مرتکب افراد پر مسلم عدالتوں میں مقدمہ چلائے۔اس مقصد کے لئے خصوصی عدالت تشکیل دی جائے' جس میں عالم اسلام کے مایہ ناز اور مستند جسٹس صاحبان شامل ہوں۔ یہ مقدمہ اسلامی قوانین کی رو سے چلایا جائے اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ یورپ کے کسی متعصب فرد کو شان رسالت میں گستاخی کی جرأت نہ ہو سکے۔

☆ اسلامی کانفرنس کی تنظیم' یورپی یونین اور امریکہ سے مطالبہ کرے کہ وہ آئندہ اس طرح کی حرکات کے تدارک کے لئے قانون سازی کریں اور اظہار رائے کی آزادی کے نام پر کسی کی قلبی یا روحانی دل آزاری پر قدغن لگائیں تاکہ تہذیبوں کے تصادم کا جو خطرہ مستقبل قریب میں نظر آ رہا ہے' اُس سے بچا جا سکے۔

☆ یورپی ممالک سے سفارتی تعلقات فوری طور پر منقطع کر کے اس اہم مسئلے کو اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کے پلیٹ فارم پر اٹھایا جائے اور تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے مغربی استعماری قوتوں کو دھکیل کر دیوار کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اگرچہ چند مسلم ممالک نے یورپی ممالک کے ساتھ ایسے رویہ کا آغاز کر دیا ہے مگر اتنا پر جوش نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح شاہ فیصل مرحوم نے تیل کا ہتھیار استعمال کر کے اسرائیل کے حواریوں کو ناکوں چنے چبائے تھے اسی طرح منظّم کاروائی کا آغاز کیا جائے۔

☆ عوامی سطح پر انفرادی جذبے بھی بے حد کار آمد ہیں جنہیں بروقت اور صحیح انداز میں استعمال کر کے ہم اپنی ذمہ داری ادا کر سکتے ہیں۔

☆ جو بھی قدم اٹھایا جائے باہمی مشاورت اور علماء دین اور دانشواران ملت کی راہنمائی میں اٹھایا ہے۔

☆ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے' قانونی اور آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے' احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں منعقد کی جائیں۔

☆ کسی قسم کی اشتعال انگیزی' شر پسندی یا جلاؤ گھیراؤ کا قدم نہ اٹھایا جائے سرکاری یا نجی املاک کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ ہمارے مشن کی بدنامی کا باعث ہے اس سے ہر ممکن احتراز کریں۔

☆ ہمارے ارد گرد رہنے بسنے والی اقلیتیں ہماری پناہ میں ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں' جائیدادوں اور جان و مال کا تحفظ ہماری دینی و ملی ذمہ داری ہے' لہذا ان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔

☆ ڈنمارک کی تمام مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

☆ اپنے مظاہروں اور جلسوں میں مغربی استعمار کی سازشوں کو بے نقاب کریں جو وہ اسلام' قرآن مجید اور صاحب قرآن نبی ذی شان علیہ صلوات الرحمٰن کی شان کم

کرنے کے لیے کرتے رہتے ہیں، اس طرح یورپ کی اسلام دشمنی کا بھانڈا پھوڑ دیں۔

ان حالات میں جبکہ دشمن طاقتیں نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شان وعظمت کو برداشت نہ کرتے ہوئے، گستاخانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں، ہم مسلمان جو غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوے دار ہیں اور عظمت رسول کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں، ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ:۔

☆ عشق نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نمونہ پیش کریں اور اس کا بروقت مظاہرہ کریں۔

☆ احتجاجی ریلیوں کے ساتھ ساتھ گھر گھر محافل میلاد کا انعقاد کریں۔

☆ ہمارے لبوں پر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آقائے نامدار سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر درود وسلام کے نغمے مچل رہے ہوں۔

☆ کثرت سے درود شریف کا ورد کریں اور گھروں مسجدوں اور اپنے اداروں میں درود وشریف کے پڑھنے کا اہتمام کریں۔

☆ اپنے بچوں، گھر والوں اور دوست احباب کو اپنے پیارے نبی ذی شان علیہ صلوات الرحمٰن کی شان وعظمت اور مقام ومرتبہ سے آگاہ کریں۔ خود بھی سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

☆ نیز اُسوۂ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارَک وسَلَّم کو زندگی کے ہر ہر قدم پر اپنائیں اور اپنا ہر فعل تعلیمات نبوی کی روشنی میں سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت سے مالا مال فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیاں سیرت رسول کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمدٍ اجمل خلق اللہ وعلی آلہ واصحابہٖ اجمعین۔

☆بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور عرضِ حال

اقتباس از کلام: شاعرِ مشرق، درویش لاہوری، علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ: ڈاکٹر اللہ دتہ نسیم ساہیوال

1 اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ وارہاں ایں قوم را از ترسِ مرگ

یارسول اللہ! آپ بیچاروں کے چارہ ساز ہیں، مسلمان قوم کو موت کے ڈر سے نجات دلایئے

8 ذکرِ تو سرمایہ ذوق و سرور قوم را دارد بہ فقر اندر غیور

آپ کا ذکرِ پاک ذوق وسرور کا سرمایہ ہے، جو قوم کو فقیری میں بھی غیرت مند رکھتا ہے

9 اے مقام و منزلِ ہر راہرَ و جذبِ تو اندر دلِ ہر راہرَ و

آپ ہر راہرو کا مقام اور منزل ہیں اور آپ کا عشق ہر راہرو کے دل میں ہے۔

11 در عجم گردیدم و ہم در عرب مصطفیٰ نایاب و ارزاں بولہب

میں عرب وعجم میں خوب گھوما ہوں اور ہر جگہ مصطفائی کو نایاب اور بولہبی کو سستا پایا ہے

21 مومن و از رمزِ مرگ آگاہ نیست در دِلش لا غالب الا اللہ نیست

یہ مومن ہے لیکن موت کی رمز سے آگاہ نہیں اور اس کے دل میں ''اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں'' کا عقیدہ نہیں رہا۔

22 تا دلِ او ، درمیانِ سینہ مرد می نیندیشد مگر از خواب و خورد

اس کے سینہ میں اس کا دل مر چکا ہے۔ اس لئے کھانے پینے اور سونے کے علاوہ اسے کسی بات کی فکر نہیں۔

23 بہر یک ناں ، نشترِ لا و نعم منتِ صد کس برائے یک شکم

وہ ایک روٹی کی خاطر، ہاں اور نہ کے نشتر کھا رہا ہے، ایک پیٹ کی خاطر سیکڑوں اشخاص کی منتیں کرتا پھرتا ہے۔

24 از فرنگی می خرد ، لات و منات مومن و اندیشۂ او سومنات

وہ فرنگیوں سے (فکری اور تہذیبی) لات و منات خریدتا ہے۔ ہے تو وہ مومن لیکن اس کی فکر بت پرستانہ ہے۔

25 قم باذنی گوے و اُو را زندہ کُن دردلش اللہ ہو را زندہ کُن

یارسول اللہ! ''قم باذنی'' کہہ کر اسے زندہ کیجئے۔ اور اس کے دل میں ''اللہ ہو'' کا جذبہ بیدار کر دیجئے۔

26 ما ہمہ افسونیِ تہذیبِ غرب کُشتۂ افرنگیاں بے حرب و ضرب

ہم سب مغربی تہذیب کے جادو میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور جنگ کئے بغیر ہی فرنگیوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔

27 تو از آں قومے کہ جامِ او شکست وا نما یک بندۂ اللہ مست

جس قوم کا (خودی کا) جام ٹوٹ چکا ہے۔ آپ اس قوم میں (نئی روح پھونکنے والا) درویشِ خدامست پیدا فرما دیجئے۔

28 ''تا مسلماں باز بیند خویش را از جہانے بر گزیند خویش را''

تا کہ مسلمان اپنے آپ کا پھر مشاہدہ کرلے اور خود کو جہان والوں سے سربلند کرلے۔